# فہرست


| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | اِنتساب | ۵ |
| ۲ | تقریظ | ۹ |
| ۳ | اعترافِ حقیقت | ۱۲ |
| ۴ | نسبت مرشدِ کامل | ۱۵ |
| ۵ | مدینہ مدینہ مدینہ اے لوگو! | ۱۷ |
| ۶ | منقبت بحضور شیخ العالمؒ | ۲۰ |
| ۷ | ماں دی شان | ۲۲ |
| ۸ | منقبت بارگاہ حضرت علی المرتضیٰؓ | ۲۳ |
| ۹ | فیضانِ رمضان | ۲۴ |
| ۱۰ | بہارِ رمضان | ۲۶ |
| ۱۱ | قابل قدر روزہ دار | ۳۳ |
| ۱۲ | نمازِ تراویح | ۴۰ |
| ۱۳ | فرضیت | ۴۹ |

| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۴ | طلب رضا و دیدار میں وقت گزاریں! | ۵۴ |
| ۱۵ | تیسرا عشرہ | ۷۶ |
| ۱۶ | شب قدر کی تلاش | ۷۸ |
| ۱۷ | اعتکاف | ۸۰ |
| ۱۸ | انتہا پسندی ایک خارجی تحریک ہے | ۸۴ |
| ۱۹ | ختم خواجگان شریف | ۹۴ |
| ۲۰ | عید الفطر | ۱۰۱ |
| ۲۱ | دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ | ۱۰۸ |
| ۲۲ | تعلیمی کارکردگی | ۱۰۹ |
| ۲۳ | امتیازات | ۱۱۰ |

# تقریظ

مصنف علامہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس کے چیئرمین ہیں۔ اُن کی اصل شناخت اُن کا حضور شیخ العالمؒ کا محبّ اور غلام بے دام ہونا ہے۔ اپنی تصنیف میں جہاں کہیں بھی حضور شیخ العالمؒ کا ذکر آیا ہے اُن کی وارفتگی دیدنی ہے۔حضور شیخ العالمؒ مریدین کو ساری عمر تبلیغ دین اور روح کی آبیاری کا سامان بہم پہنچاتے رہے، علامہ محمد نواز صدیقی صاحب کی تصنیف بھی ان کے اسی فیض کے تسلسل کی ایک کڑی ہے۔ آپ اس معاشرے میں فروغ دین کے لیے کوشاں ہیں جس کی اپنی تہذیبی اقدار ہیں۔ آزادانہ ثقافتی ماحول میں اپنے ہم وطنوں اور جملہ احباب کو بنیادی دینی اقدار کی طرف مائل رکھنے کی شدید خواہش ان کی اس تصنیف سے عیاں ہے۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اُن کی یہ کاوش اگرچہ خصوصی طور پر **رمضان کریم** کے نام سے موسوم ہے لیکن ان کا قلم صرف اسی موضوع تک محدود نہیں رہا بلکہ بیک وقت کئی دینی موضوعات کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ رمضان المبارک سے متعلق جملہ پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ اعتقادیات، ایمانیات، روحانیات، اخلاقیات، انتہاپسندی، دہشتگردی، جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے غیر اسلامی، غیر اخلاقی ثقافتی یلغار، بدعقیدگی، مادہ پرستی، ریاکاری، حتیٰ کہ فروعی مسائل تک کوئی ایسا موضوع نہیں جس پر اظہارِ خیال نہ کیا گیا ہو۔ تاہم ان کی

خصوصی توجہ رمضان المبارک پر ہی مرکوز رہی ہے۔ چنانچہ رمضان المبارک کے دوران تراویح، قیام اللیل، ذکر اذکار، اوراد و وظائف، توبہ واستغفار کی اہمیت و افادیت کو قرآن و سنت کے حوالے سے خصوصی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ مصنف چونکہ حضور شیخ العالمؒ کے خلیفہ مجاز ہیں اس لیے تصوف کا رنگ ان کی تحریر میں بہت نمایاں ہے۔ چنانچہ نفسانی خواہشات پر قابو پانے اور روحانی مدارج کی ترقی اور طلب معرفت و بخشش کے لیے موقع کی مناسبت سے سالکین کے استفادے کے لیے مختلف وظائف بھی درج کیے گئے ہیں۔ رمضان المبارک کے تینوں عشروں کی اہمیت کے پیش نظر ایسے بیان کرنے کے لیے معمولات ترتیب دیے گئے ہیں جس سے باطنی صفائی اور روح کی توانائی فروغ پاتی ہے۔ آخری عشرہ رمضان میں اعتکاف کی اہمیت اور تلاش لیلۃ القدر کی فضیلت پر قرآن و حدیث کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

انتہا پسندی ایک خارجی تحریک ہے جو ردعمل کے طور پر ناسور کی طرح اسلام کی روح سے لابلد مسلمانوں میں وبا کی مانند پھیل رہی ہے اور مسلمان بری طرح اس کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ مسلم امہ کو پارہ پارہ کرتے جا رہی ہے۔ مصنف نے اس موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے امن کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ بلاشبہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ سے محبت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ یہی وہ واحد بنیاد ہے جس نے امت مسلمہ کو ایک کڑی کی مانند پرو رکھا ہے۔ جب تک ہر مسلمان کے دل میں حضور نبی اکرم ﷺ پر قربان ہونے کا جذبہ برقرار رہے گا کوئی انہیں شکست

نہیں دے سکتا۔ چنانچہ دین کے دشمن سب سے پہلے محبت کی اس چنگاری کو مسلمانوں کے سینے سے نکالنے کے درپے رہتے ہیں۔ چنانچہ اسی چنگاری کو شعلہ جوالا بنانے کے لیے مصنف نے اپنی اس تصنیف میں آپ ﷺ سے محبت پر اظہارِ خیال کر کے ایک محبّ اور عاشق امتی ہونے کا حق ادا کیا ہے۔

آخر میں اپنے مرشد گرامی کے ساتھ گزرے ماہ و سال خصوصاً رمضان المبارک کے دوران مرشد کریم کی نوازشات کا ذکر بڑے دلگداز پیرائے میں تحریر کیا گیا ہے۔ بلاشبہ ان کا مرشد گرامی قدر سے ایسا اظہارِ محبت اور ان کی یاد میں ہجر کا یہ بیانیہ ان کی قلبی واردات کو ظاہر کرتا ہے جو بین السطور ان کی اس ساری تصنیف میں موجزن نظر آتا ہے۔

جلیل احمد ہاشمی

صدر شعبہ تدوین FMRi

# اعترافِ حقیقت

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی حَبِیْبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ، صَلٰوۃً وَ سَلَامًا عَلَیْکَ سَیِّدِيْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!

رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی روحانی و ایمانی دنیا میں جشن کا ساماں بندھ جاتا ہے۔طبیعت میں عجیب روحانی خوشی در آتی ہے جو بیان سے باہر ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ غم دل کو نڈھال کیے جا رہا ہے کہ اسی ماہ میں مرشدِ قلب و روح حضور شیخ العالم نے ظاہری جدائی فرمائی۔

گزشتہ زندگی کے بیشتر سال جو مرشد کریم کے دامن رحمت کے سائے میں گزرے ہیں ان میں یہ ماہ مقدس ہمیشہ میرے لیے حضوری کا باعث رہا۔ رات کے اندھیرے ہوں یا سفر، دن کے اُجالے، وقت سحری شفقتوں کے روح پرور لمحات ہوں یا افطاری کے وقت قبولیت کی گھڑیاں ہوں جب بھی آپ کے پرسوز دعائیہ کلمات بلند ہوتے میں قدموں میں سر جھکائے امین کہہ رہا ہوتا۔ آپ کی محبت کی برکت اور روحانی توجہ سے حمد و نعت اور منقبت لکھنے کا شعور نصیب ہوا۔ پھر درس مثنوی کی سماعت نے تو معارف کے وہ سمندر پلائے کہ روح سیراب ہوگئی۔

انہی روحانی کیفیات کے ساتھ ماہ رمضان تو آ گیا مگر مرشد کی جدائی کے غم سے آنکھیں پرنم اور دل گھائل ہے۔ فرقت کی ایک گھڑی اب صدیوں پر محیط ہے۔ آپ کی صحبت میں گزرے سال یوں لگتا ہے کہ بس چند گھڑیاں تھیں۔

روشن تھی جن کی صورت نورِ الٰہی سے
مستوں کو دید اپنی کرا کر چلے گئے
سالک وہ گزرے سال بھی لمحوں میں ڈھل گئے
قدموں میں تھا کہ آنکھ ملا کر چلے گئے

معمول کے مطابق فیضان مدینہ میں درس قرآن دینے کے بعد آستانہ عالیہ کی طرف سفر ہوتا تھا اب فیصلہ یہ کیا کہ زیادہ وقت یہاں ہی گزارا جائے۔ اب اعتکاف مسنونہ کی سعادت نصیب ہو رہی ہے، رحمت بھرے شب و روز بڑی تیزی سے نکلے جا رہے ہیں، ہر اک لمحہ کتنا قیمتی ہے۔ ان دنوں رحمت خداوندی کے سمندر کی موجیں تموج پر ہیں۔ اگر ہم نے ماہ مبارک کو ویسے ہی غفلت ہیں گزار دیا تو موت کے منہ میں جانے والے انسان کی کتنی بڑی بدنصیبی اور نادانی ہو گی۔

چھوٹا کتابچہ ترتیب دیا گیا ہے جس میں روزہ کے مسائل تو نہیں البتہ ماہ رمضان کی اہمیت اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ ماہ رمضان کی ظاہری و باطنی برکتوں سے مالا مال ہونے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس یقین کے ساتھ کہ ان شاء اللہ حضور شیخ العالم کی روحانی توجہ نصیب ہوگی اور یہ حقیر سی کوشش بھی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں شرف قبولیت پا کر عوام الناس میں مقبول ہو گی۔ آنے والی نسل اس سے مستفیض ہو گی اور یوں میرے لیے ذریعہ نجات بن جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا اقرار ہے یہ ایسا کام ہے جس کا حق ادا کرنا یقیناً ناممکن ہوتا ہے لیکن قدم اس لیے بڑھا دیتا ہوں کہ چلو مقدس قافلہ کے ادنیٰ

مسافر کی حیثیت سے ہی نام آ جائے گا۔ بس اپنے جید اکابرین کی کتب سے خوشہ چینی کی ہے ان ہی کی بات کو آگے بڑھایا ہے۔

آخر پر میں اُن جملہ رفقائے کار برادرم محمد حامد الازہری، عزیزم محمد عتیق یاسر اور محمد خلیق عامر کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس تصنیف کی تکمیل میں معاونت فرمائی۔ اللہ رب العزت سب احباب کو شاد و آباد رکھے خصوصاً محترم جلیل احمد ہاشمی صاحب (صدر شعبہ تدوین FMRi) جنہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات سے وقت نکال کر میری اس کاوش کو حضور شیخ العالمؒ سے منسوب کر کے گویا میرے لیے حضرت والا شان سے روحانی وابستگی کا سامان بہم پہنچا دیا ہے۔ میرے لیے اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہو سکتی ہے۔ میں اس تقریظ کو اس تصنیف لطیف پر حضور شیخ العالمؒ کی نظر کرم سمجھتے ہوئے اس کے قبول عام کی امید رکھتا ہوں۔

محمد نواز صدیقی ہزاروی

# نسبت مرشدِ کامل

دولت نہ جہاں بھر دی نہ یار ضروری نیں
دن حشر دے بخشش لئی سرکار ﷺ ضروری نیں

مولا دی رضا دے وچ جیویں نبھدی نبھائی جا
دنیائے طریقت دے معیار ضروری نیں

جے چاہندا ایں دل والی رہوے غار سدار روشن
دربارِ رسالت دے انوار ضروری نیں

سینہ نہ مدینہ بنڑیں بناں مرشدِ کامل دے
سوہنڑاں آپ ہتھیں جوڑے نوری تار ضروری نیں

عجزاں وچ بہہ بندیا ہو کے نیواں رہ بندیا
محبوباں دے پیش نظر اطوار ضروری نیں

چھولے، جبّے، رومالاں دی نئی پایاں گل بنڑدی
منزل تے پہنچنڑ لئی کردار ضروری نیں

مرشد نے مشن لئی جیڑی آپے دسیاں نیں
اونہاں سب تدبیراں دے پرچار ضروری نیں

رکھیں حرص تکبر تھیں دل پاک وی توں سالک
چھاڑو لئی مرشد دے تذکار ضروری نیں

# مدینہ مدینہ مدینہ اے لوگو!

مدینہ مدینہ مدینہ اے لوگو!
ایہہ بخشش تھیں بھریا سفینہ اے لوگو!

☆☆☆

سوہنے نیں جتھے سی تلیاں نیں لایاں
رحمت نیں اوتھے ہی جھگیاں نیں پایاں
مدینے دی ساری بہاراں توں صدقے
مدینہ مدینہ مدینہ اے لوگو!

☆☆☆

جنھاں بوسے مدنی دے قدماں دے لئے نیں
او ذرّے وی رشکِ قمر بنڑ گئے نیں
او ٹبّے، محلّے تے غاراں توں صدقے
مدینہ مدینہ مدینہ اے لوگو!
ایہہ بخشش تھیں بھریا سفینہ اے لوگو!

☆☆☆

دیداں دی شربت جو پی پی کے سُتّے
او لیٹے زمیں تے پر عرشاں تو اُچّے
اُنہاں دے ڈگیاں مزاراں توں صدقے
مدینہ مدینہ مدینہ اے لوگو!
ایہہ بخشش تھیں بھریا سفینہ اے لوگو!

☆☆☆

بُوہے نبی ﷺ تے جو لُک لُک کے روندے
سوہنے دے لئی او وی موتی پروندے
دُکھیے، لاچار بیماراں توں صدقے
مدینہ مدینہ مدینہ اے لوگو!
ایہہ بخشش تھیں بھریا سفینہ اے لوگو!

☆☆☆

دھمے تے مٹھّے درداں دے لہجے
ہر دم عاشق کہندے ای رہندے
عرض، عریضے پکاراں توں صدقے
مدینہ مدینہ مدینہ اے لوگو!
ایہہ بخشش تھیں بھریاں سفینہ اے لوگو!

☆☆☆

دل دی طہارت دے سامان اوتھے
ایمان آکھے میری جان اوتھے
عرشی وی جاوندے نیں سرکاراں توں صدقے
مدینہ مدینہ اے لوگو!
ایہہ بخشش تھیں بھریا سفینہ اے لوگو!

☆☆☆

مرشدؒ نیں بے حد سی کرم کمائے
نال اپڑیں تینوں مدینے لے آئے
سالک میں سوہنے دے پیاراں توں صدقے
مدینہ مدینہ اے لوگو!
ایہہ بخشش تھیں بھریا سفینہ لوگو!

☆☆☆

عمرہ شریف اور مدینہ شریف حاضری کے دوران پیش کی گئی عقیدت۔
حضرت صاحب سیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد پہلا عمرہ تھا۔ ایسی روحانی پیشوائی فرمائی گئی یوں لگتا ہے کہ اب انہوں نے مدینہ شریف ہی سکونت اختیار کرلی ہے۔ شبِ معراج مدینہ شریف بسر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

# منقبت بحضور شیخ العالمؒ

پیر علاؤالدین مردِ حق نما
جانشینِ غوث الامّت باخدا
پیر صدیقیؒ صاحبِ حسن وجمال
مرشدِ قلب وروح وخوش خصال
کُن نظر سُوئے مریداں اے غمگسار
دید تو بن روح ودل بے قرار
صورتِ اُو جلوۂ ذاتِ خدا
سیرت اُو اسوۂ مصطفیٰ
قاسمؒ فیضانِ قاسم مخزنِ جود وسخا
پَروُردَۂ قبلہ عالمؒ نقیبِ اولیاء
ترجمانِ عارفاں غوّاص بحرِ علوم
فیضیاب فیض عالم مولائے رومؒ
پشت پناہ اُو پیشوا بالعطاء
المدد اے شیخ عالم پیر ما

یاد تو شمع محفل محبوبِ ما
کن نظر برحال زارم باوفا
شیخ العالم نائب غوث الوریٰ
سالک را پیشوا ومقتدیٰ

# ماں دی شان

اَمی اُمی مائے مادر ہر زباں تے ماں اے
ماں بھانویں کسے دی ہووے سالک آخر ماں اے
ماں دی یاداں بھلدیاں ناں ایں بھانویں جیڑی عمر ہوئے
سالک نبی سرور عالم اوہ تھاواں تک تک روئے
ابوا شریف تھیں لنگدیاں ہویاں صحابہ نوں اے سنایا
ایتھے میری ماں دا وصال ہویا پاک نبی فرمایا
چھ سال عمر سی میری ایہو لگدا اے ای تھاں سی
کھیڈیاں بچیاں نال میں ایتھے تے ایتھے میری ماں سی
یامحمد محمد بلاوا مینوں جے امی ولوں آوندا
چھوڑ دیندا میں نماز عشاء دی تے حاضر حاضر کہندا
ما پیو دی شان اچیرے ناں کریں توں دکھی
سالک جنت پاک نبی نے ماں دے قدمی رکھی
ماں پے گھر بڑاون سالک تے نال انہاں دے وسدا
جے کر ہوندے او دنیاں اتے تے توں وی مڑمڑ نسدا

# منقبت بارگاہ حضرت علی المرتضیٰؓ

دنیائے معرفت کی بہار علیؓ سے ہے
ولایت کی سرزمین پہ قرار علیؓ سے ہے
مولا ہوں جس کا میں اُس کے علیؓ بھی ہیں
صحابہ سمیت سب کا پیار علیؓ سے ہے
مومن تو ہے وہ ہی جو حبّ علیؓ میں ہے
بے باک ہے منافق جو بیزار علیؓ سے ہے
اُحد وبدر کا دن ہو یا خیبر کا معرکہ
فوجِ نبی کا دیکھو وقار علیؓ سے ہے
پڑھتا ہے وہ نماز کی رکعت بڑی بڑی
دامن ہے اُس کا خالی پیار علیؓ سے ہے
امامت نگر میں آ کر جتنے بھی پھول مہکے
مہکی جو اُن میں خوشبو وہ گلزار علیؓ سے ہے
بغضِ صحابہ دل میں اور حیدر حیدر کے نعرے
سالک اُسے پہچانو وہ غدّارِ علیؓ سے ہے

**نوٹ**: یہ منقبت اعتکاف کے دوران یوم علیؓ کے موقع پر لکھی گئی۔

# فیضانِ رمضان

لاریب رب کی رحمت کے انمول ہیں خزینے
بندوں پہ وہ لٹائے رمضان کے مہینے

ایمان و احتساب سے جو رکھے روزے اس میں
بدیاں بھی وہ مٹائے رمضان کے مہینے

تھوڑے عمل سے دے دے زیادہ ثواب سب کو
مولا کرم کمائے رمضان کے مہینے

ہو گئے شیطان قیدی جنت کے در کھلے ہیں
دوزخ سے بھی بچائے رمضان کے مہینے

راہِ خدا میں اک دے ستر گناہ وہ پائے
رب اس سے بھی بڑھائے رمضان کے مہینے

میرے لئے ہے روزہ میں ہوں جزا اس کی
اپنے سے یوں ملائے رمضان کے مہینے

طیبہ کی وہ فضا تھی روضے پہ جب نگاہ تھی
اللہ پھر دکھائے رمضان کے مہینے

مرشد کے صدقے سالک مولا یوں کرم کر دے
دید نبی ﷺ کرائے رمضان کے مہینے

# بہارِ رمضان

رمضان المبارک رحمتوں اور بخششوں سے لبریز مہینہ ہے۔ یہ نیکیاں کمانے کا ایسا قیمتی مہینہ ہے کہ اگر سارے جہاں کی دولت خرچ کر دی جائے تب بھی اس میں گزرنے والے ایک لمحے کا متبادل ملنا مشکل ہے۔ رمضان سچی توبہ کے ساتھ ساتھ بخششوں کی نوید لاتا ہے۔ چاند نظر آتے ہی نفل فرائض کے برابر اور ایک فرض ستر فرائض کے برابر ثواب میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ دن روزہ اور قیام کے ساتھ رات بسر کرنے والے کے لیے سارے گناہوں کی معافی کی خوشخبری ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

**مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.** (۱)

جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی غرض سے رمضان کے روزے رکھے اُس کے بھی سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک میں ایمان و احتساب کے ساتھ عبادت کرنے سے رات کا اجر بھی مغفرت کا باعث ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا:

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب الصوم، باب من صام صوم رمضان إيمانا واحتسابا، ۲: ۶۷۲، رقم: ۱۸۰۲
۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ۱: ۵۲۳، رقم: ۷۶۰

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ○(۱)

اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ○

اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت سے آگاہ کیا گیا ہے کہ سارے جہاں کی دولت اگر خرچ کر دی جائے تو بھی اس کا گزرا ہوا ایک لمحہ واپس نہیں لایا جا سکتا۔ اس لیے نبی دوعالم ﷺ نے شعبان کے آخری دنوں میں رمضان المبارک کا تعارف ان الفاظ میں فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ. (۲)

اے لوگو! تم پر ایک عظمت والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔

اس کا ہر لمحہ رحمتوں برکتوں اور عظمتوں سے بھرپور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خصوصی قرب عطا فرماتا ہے اس میں عملاً یہ پریکٹس کرائی جاتی ہے کہ کس طرح اسے قول و فعل سے شیطان و نفس کا مقابلہ کرنا ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے عمل سے ثابت کرنا ہے کہ ہم زندگی کے ہر سانس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بسر کر رہے ہیں۔ اس سوچ کے ساتھ شب و روز گزارنے والے روزہ دار کو یہ اعزاز نصیب ہو جاتا ہے کہ جب وہ سو جاتا ہے تو اس کی ہڈیاں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں۔

---

(۱) البقرة، ۲: ۱۸۳

(۲) ابن خزيمه، الصحيح، ۳: ۱۹۱، رقم: ۱۸۸۷

نبی پاک کی امت کے مومنین دعا گو ہوتے ہیں کہ مولا کریم! رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں کو بار بار ہماری زندگیوں میں نازل فرما اور ہمیں یہ توفیق دے کہ جب یہ گھڑیاں نصیب ہوں تو بھرپور قدر اور غنیمت جانتے ہوئے اس خدائی مہمان کے ادب واحترام میں بسر کرنے کی بھرپور کوشش کریں تا کہ رحمت وبخشش کے جتنے سلسلے اس میں جاری ہوتے ہیں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ رب کریم جل جلالہ نے رمضان المبارک کو عطا ہی اس لیے کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی امت میں عبادت اور اطاعت تربیت میں جو کمی رہ گئی ہو رمضان المبارک میں حاصل کیے گئے ثواب کے ذریعے پوری کر دی جائے۔

ا۔ یہ امر ہمیشہ یاد رہنا چاہیے کہ تمام عبادت اور نیک اعمال کی قبولیت ایمان کے ساتھ مشروط ہے۔ صالح اور نیک بندہ وہی ہوتا ہے

أن يَّكُوْنَ صَالِحًا فِيْ الاِعْتِقَادِ وَعَمَلِهِ.

جو عقیدہ اور عمل میں صالح ہو۔

اگر ایمان ہی نصیب نہ ہو تو ہر عمل کی روح اور قبولیت سے محروم رہتا ہے۔ اس لیے قاسم جنت وکوثر ﷺ نے رمضان سے بخشش ومغفرت کے لیے ایمان اور اخلاص کو شرط قرار دیا ہے۔

شومی قسمت ہم ایسے دور میں زندگی گزار رہے ہیں جس میں فرمان نبوی کے مطابق بارش کے قطروں کی طرح فتنے نمودار ہو رہے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے غیر اسلامی کلچر بڑی تیزی سے اثر انداز ہو رہا ہے۔ قرآن وحدیث کے احکام اور مفہوم کی من مانی تاویلات کی جا رہی ہیں۔ قرآنی تراجم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ

کی ذات اور نبی کریم، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے لئے قابلِ احترام الفاظ استعمال نہیں کیے جا رہے۔ نبی پاک کی پیشن گوئی کے مطابق ۷۳ میں سے ۷۲ فرقے لوگوں کے دلوں سے آپ کی محبت اور ادب و احترام نکالنے، کم کرنے کے لیے اپنی ناکام کوشش میں مصروف ہیں اور وہ عقائد و معمولات جن پر اب بھی امت کی کثرت قرآن و حدیث کو اپنانے میں عمل پیرا ہے انہیں شرک، حرام اور بدعت کے فتوؤں سے ڈرا کر نوجوانوں کو پھسلانے کی کوشش کر رہے ہیں اور انتہا پسندی اور دہشت گردی کی طرف لے جانے میں مصروف ہیں۔

ایسے حالات میں ہمیں رمضان المبارک میں اپنی ایمانی حالت کا ضرور جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں بے ادبی اور گستاخی کی وجہ یا کفر و شرک کے کسی اقدام کی وجہ سے ہماری ایمانی دنیا ویران تو نہیں ہو گئی، نعوذ باللہ۔

چنانچہ تجدید ایمان اور سچی توبہ سے استقبال رمضان کا اہتمام کرنا چاہیے اور پھر جانفشانی اور مشقت سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی جستجو کے سفر کو جاری رکھنا چاہیے۔

۲۔ انسانی فطرت میں ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ماحول کی خرابیاں اثر انداز ہو جاتی ہیں، پورا دن آپ خواہشات اور عادات کا مقابلہ کرنے میں مصروف ہیں، مقررہ وقت میں حلال اشیاء بھی استعمال نہیں کر رہے ہیں کہ رب تعالیٰ نے منع کر رکھا ہے اور وہ جو ہے ہی حرام انہیں مستقلاً دور کرنے کا خوبصورت موقع ہے۔ اسی طرح سگریٹ، نسوار، پان وغیرہ دیگر وہ نشے جو زندگی کی حقیقی خوشیوں کے دشمن ہیں اُن سے بھی دامن پاک کیجئے۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، فراڈ، رشوت، حسد وغیرہ ایسی

بری عادتیں ہیں جو روزہ کے پورے ثواب سے محروم کر دیتی ہیں۔ ان سب برائیوں سے دامن چھڑانے کا خوبصورت موقع قدرت رمضان المبارک میں عطا کرتی ہے۔

۳۔ کسی میچ کے players چانس سے فائدہ اٹھائیں تو win ہو جاتے ہیں۔ تو زندگی کا میچ جو انسان اور شیطان کے ساتھ جاری ہے رمضان المبارک کامیابی کے لیے ایک چانس کے طور پہ نصیب ہے۔ زندگی کے کھلاڑیوں کو بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے تاکہ دنیا و آخرت کے دونوں امتحانوں میں کامیاب ہو جائیں۔

چاند نظر آتے ہی جنت ورحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند اور سرکش شیطانوں کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیکیوں کی طرف میلان آسانی سے ہو جاتا ہے۔ مساجد نمازیوں سے بھر جاتی ہیں البتہ گیارہ ماہ کی وہ شیطانی رفاقت کے اثرات کے باعث گمراہ کرنے والا نفس اب بھی اپنی ناپاک کارروائیاں جاری رکھتا ہے۔ لیکن اس کا سب سے بڑا بیرونی سپورٹر اور سہولت کار گرفتار ہونے کی وجہ سے وہ پہلے کی طرح بدعملی کے وحشت ناک حملے نہیں کر سکتا۔

روزہ کے ذریعے دن بھر کے نفسانی خواہشات کے خلاف مجاہدہ سے نفس مسلسل کمزور ہوتا ہے اور روح طاقت اور مضبوط و توانا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جھوٹ، غیبت، بدنظری ودیگر لغویات اورفضولیات سے بچتے ہوئے دن گزرتا ہے۔ بھوک اور پیاس برداشت کرنے کا جذبہ صبر اور نماز دیگر عبادات سے مدد طلب کرنے میں مصروف رکھتا ہے۔ یوں ظاہری اور باطنی طہارت وپاکیزگی کا ساماں جمع ہوتا ہے۔

صوم کا معنیٰ ہے الامساک 'روکنا' یعنی اپنے آپ کو ہر اُس چیز سے روکے جس کی طرف نفس کشش محسوس کرے۔ روزہ دار عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر حلال و جائز چیزوں سے روکتے ہوئے یہ سخت ریاضت کر کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا بیج روح کی کھیتی میں بونا چاہتا ہے۔ یہی روزے کا اعلیٰ مقصد ہے کہ تمام برے اخلاق برے اعمال اور بری عادتیں چھوٹ جائیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کو ناپسند ہیں اور یہ سب کچھ اس عقیدہ سے کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ بندہ تصور کرے کہ وہ ہر وقت رب کائنات کی قدرت کے کیمرے کی رینج میں ہے۔کوئی دیکھے نہ دیکھے میرا اللہ دیکھ رہا ہے۔ حب الٰہی، خوف خدا اور اتباعِ رسول ﷺ کے سائے میں روزے رکھنے والے مومن کو بارگاہ ایزدی سے یہ مژدہ جانفزا دیا جاتا ہے

فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. (۱)

روزہ میرے لیے ہے اور اُس کی جزاء میں ہی دیتا ہوں۔

اتنے عظیم اجر کا باعث اس لیے ہے کہ یہ ایک مخفی عبادت ہے دوسری عبادات کی طرح اس کا مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ریاکاری، دکھاوے سے دور رہ کر صرف اخلاص وایمان کے ساتھ یہ عبادت پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے۔ اب یہ روزہ دار کی ہمت ہے کہ وہ کس درجہ کے اعزاز کے ساتھ اپنے رب کے حضور حاضر رہتا

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب هل يقول إني صائم إذا شتم، ۲: ۶۷۳، رقم: ۱۸۰۵

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصيام، باب فضل الصيام، ۲: ۸۰۷، رقم: ۱۱۵۱

ہے۔ روزہ تو سراپا بخشش ہی بخشش اور برکت ہی برکت ہے۔

دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کی وجہ سے جسم ایک خاص مشقت سے دوچار ہوتا ہے جو نفس کے لیے بہت بھاری ہوتی ہے۔ جس سے وہ کمزور ہوتا ہے اُس کی یہ حالت روح کے لیے سود مند ہوتی ہے۔ روح اُس سے اور تندرست وتوانا ہوتی ہے۔ بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے معدہ کی خاص بُو (smell) منہ سے محسوس ہوتی ہے۔ لیکن روزہ دار اللہ کی بارگاہ میں کتنا پیارا ہو جاتا ہے کہ اس کی یہ حالت بو بھی پسند کی جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

**خُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ.** (۱)

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہے۔

پھر روزہ دار جوں جوں افطاری کے وقت کے قریب ہوتا جاتا ہے توں توں باطنی اور روحانی طور پر اپنے رب کا قریبی اور پسندیدہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

**لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.** (۲)

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۹۲، رقم: ۷۹۰۴
۲۔ بيهقى، شعب الإيمان، ۳: ۳۰۳، رقم: ۳۶۰۳

(۲) ۱۔ بخارى، الصحيح، كتاب: الصوم، باب: هل يقول إنى صائم إذا شتم، ۲: ۶۷۳، رقم: ۱۸۰۵
۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب: الصيام، باب: فضل الصيام، ۲: ۸۰۷، رقم: ۱۱۵۱

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، جن سے اسے فرحت ہوتی ہے: ایک (فرحتِ افطار) جب وہ روزہ افطار کرتا ہے، اور دوسری (فرحتِ دیدار کہ) جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کے باعث خوش ہو گا۔

## قابل قدر روزہ دار

اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنے منہ کی صفائی ہی کرنا چھوڑ دیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ مسواک کے ساتھ وضو والی نماز ستائیس درجے زیادہ کا ثواب اور صحابہ کرام فرماتے ہیں آپ ﷺ رمضان شریف میں کثرت سے مسواک فرماتے تھے۔

بخاری شریف میں یہاں تک ہے کہ مسواک کا استعمال اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ اس سے منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔

سونے کی وجہ سے اور روزے کی وجہ سے پیٹ سے بخارات اور ناپسندیدہ ہوائیں منہ کی طرف چڑھتی ہیں جس کی وجہ سے منہ سے بدبو پھیلتی ہے۔ گفتگو کرتے ہوئے مخاطب بھی اور مسجد میں نمازی اور فرشتے دونوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیے افطاری کے بعد ضرور ٹوتھ پیسٹ اور مسواک کے استعمال کے ساتھ وضو کر کے مسجد میں جائیں۔ بدبو دار اشیاء لہسن، سگریٹ، نسوار، پان وغیرہ جیسی اشیاء کے استعمال کے بعد بغیر منہ کی صفائی مسجد میں جانا گناہ ہے کیونکہ اس سے دوسروں کو اذیت ہوتی ہے کیونکہ حدیث شریف کے مطابق

اَلفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ. (۱)

(۱) بيهقي، السنن الكبرىٰ، ۱: ۱۱۶، رقم: ۵۶۶

اس لیے اچھی طرح وضو کے ساتھ جماعت میں شریک ہونے کے لیے صاف ستھرے کپڑوں کے ساتھ ساتھ خوشبو، عطر وغیرہ کا استعمال کریں تا کہ مزید روحانی تازگی نصیب ہو اور آپ کی وجہ سے دوسرے پریشان بھی نہ ہوں۔

**تلاوت قرآن:** قرآن مجید نے رمضان المبارک کو قرآن کا مہینہ قرار دیا ہے۔ یہ وہ کلام الٰہی ہے جو پڑھا بھی جاتا اور لکھا بھی جاتا ہے۔ قرآن ساری آسمانی کتابوں سے افضل کتاب ہے اسی لیے سارے نبیوں کے سردار کے سینہ اطہر پہ نازل کی گئی اور آپ نے کلام خدا کے جلال کو سینہ اطہر پہ برداشت کر کے جمال میں تبدیل کر کے اپنی پیاری امت کے حوالے کیا۔

قرآن مجید دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں یہ وہ واحد کتاب ہے کہ نہ بھی سمجھ آئے پھر بھی پڑھنے سے سرور بھی اور ثواب بھی نصیب ہوتا ہے۔ اور سمجھ کے پڑھنے سے اور پھر اس کے مطابق عمل کرنے سے بندہ اللہ کا ولی اور دنیا وآخرت کے عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا اعلان کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے حفاظ ہمیشہ دنیا میں موجود رہتے ہیں۔ یہ سرچشمہ ہدایت ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور صاحب قرآن کے ذریعے مخلوق کو اپنا عرفان ومعرفت اور قرب دینے کا اہتمام کر رکھا ہے۔

جو نبی پاک ﷺ کا ادب اور محبت رکھتے ہوئے قرآن کی طرف متوجہ ہوئے انہیں خدا تعالیٰ کی معرفت اور ہدایت نصیب ہوئی وہ دنیا میں بھی عزت ووقار کے ساتھ رہتے ہیں اور آخرت میں بھی وہ رضائے الٰہی اور حضور ﷺ کی رفاقت کے

اعزاز کے مستحق ہوں گے۔

مجموعی لحاظ سے امت قرآن کی تلاوت اور صحیح معنوں میں اس کی تعلیمات وہدایات سے غافل ہے۔ مادہ پرستی کا رجحان غالب ہے۔ چند آیات ترجمہ وتفسیر کے ساتھ پڑھنے کا بھی وقت نکالنا دشوار ہے۔ دنیاوی علوم جن کا حصول دنیاوی زندگی کے لیے ازحد ضروری ہے تا کہ باعزت روزگار کے ساتھ باعزت زندگی گزاری جا سکے ہمارا دین اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دینی علوم کی سرپرستی کا مطالبہ کرتا ہے۔ تمام دنیاوی علم وفن اور معاملات پر قرآن وحدیث کے نور کو سربراہ دیکھنا چاہتا ہے تا کہ دین ودنیا ساتھ ساتھ رہیں۔ اخلاق وکردار اور بندگی کے ساتھ زندگی گزرے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی خوشنودی بھی میسر ہو۔ مخلوقِ خدا کے حقوق بھی غمخواری اور درد مندی کے جذبات کے ساتھ ادا ہوتے رہیں۔ یہاں تک زندگی کا سفر مکمل ہو تو خالق بھی راضی ہو اور مخلوق بھی اور خالق ارض وسماء کا محبوب ﷺ بھی زہے نصیب۔

اخلاص والی نیت کے ساتھ روزانہ کم ازکم ایک رکوع تلاوت ترجمہ کے ساتھ کرنے اور تعلیمات قرآنی کے مطابق عقیدہ رکھنے اور عمل کرنے کے ارادے کے ساتھ رمضان المبارک کا آغاز کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت تلاوت کلام پاک فرماتے رہیں تا کہ رمضان المبارک میں کم ازکم ایک قرآن پاک مکمل ہو جائے۔ خود بھی، اپنے بیوی بچوں اور دوست احباب کو بھی اس طرف راغب کریں۔ کیونکہ ہماری روحانی امراض کا علاج اسی میں موجود ہے اور جسمانی بیماریوں کی شفا بھی اسی میں ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر یہ نسخہ کیمیا استعمال کرنے والے اہل

ایمان کے لیے شفایابی اور دنیا و آخرت میں کامیابی یقینی ہے۔

**نوٹ:** کچھ قرآنی تراجم جن میں ترجمہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور نبی پاک ﷺ کی بارگاہ اور اسی طرح دوسری برگزیدہ ہستیوں کے لیے نامناسب جملے منسوب کیے گئے ہیں جن سے بے ادبی کی بُو آ رہی ہے، اور بعض آیات کے مفہوم کو بدل کر اپنے خود ساختہ عقائد کو شامل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ختم نبوت اور ادب رسول ﷺ جو ضروریات دین میں سے ہیں ان کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ قرآن وحدیث کی جن تعلیمات کو سلف صالحین اور علمائے ربانیین اور امت کی کثرت اپنائے ہوئے ہے ان غلط تراجم اور من گھڑت توضیحات کے ذریعے نوجوانوں کو اصل عقائد اور تعلیمات سے دور کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ شرک، بدعت اور حرام کے فتوؤں سے ڈرا کر ساری امت کو فرقوں میں تقسیم کر کے انتہا پسندی و دہشتگردی کی طرف مائل کیا جارہا ہے۔ جہاد کے بارے میں آیات کو سیاق وسباق سے ہٹا کر اپنا خود ساختہ مفہوم دے کر ان نوجوانوں کی برین واشنگ کی جاتی ہے اور قتل وغارت اور فساد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

نوجوانوں سے گزارش ہے قرآن وحدیث کا جو مفہوم یہ لوگ پیش کرتے ہیں کیا پندرہ سو سال سے کسی کو سمجھ نہیں آیا جو انہیں اب سمجھ آیا ہے؟ ایسی صورت حال میں ہمیں ماقبل صحابہ، اہل بیت اور صدیقین و صالحین کے عقائد وعمل کی اتباع کرنے کا پابند کیا گیا، فرمایا گیا:

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝ (1)

(۱) الفاتحة، ۱: ۶

اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اِنعام فرمایا۔

مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت کے راستے کی پیروی کرو جو اس سے الگ ہو گیا وہ جہنم میں جائے گا۔ ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي (أَوْ قَالَ: أُمَّةَ مُحَمَّدٍ) عَلٰى ضَلَالَةٍ، وَيَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ، وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ.(۱)

اللہ تعالیٰ میری اُمت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا (یا فرمایا: اُمتِ محمدیہ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا) اور جماعت پر اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے اور جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ آگ کی طرف جدا ہوا۔

اور دوسری روایت میں موجود ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلٰى ضَلَالَةٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ.(۲)

بے شک میری امت (مجموعی طور پر) کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو گی، پس اگر تم ان میں اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ سب سے بڑی جماعت

---

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، ۴: ۴۶۶، رقم: ۲۱۶۷
۲۔ حاکم، المستدرك، ۱: ۲۰۱، رقم: ۳۹۷

(۲) ۱۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الفتن، باب السّواد الأعظم، ۴: ۳۶۷، رقم: ۳۹۵۰
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۲: ۴۴۷، رقم: ۱۳۶۲۳

(کا ساتھ) اختیار کرو۔

اس لیے ہمیں اپنے ایمان واسلام کی حفاظت کے لیے عصر حاضر کے فتنوں کی شرانگیزیوں سے بچنے کے لیے نبی آخر الزماں ﷺ کے فرمان کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ کسی کی تقریر، تحریر ہو یا کسی بھی ٹائیٹل کے ساتھ ہو، پیر ہو یا مولوی ہو بے ادبی اور گستاخی یا ماقبل صالحین کی راہ سے ہٹتا ہوا محسوس ہو تو فورًا اس کی فکر وسوچ سے اور جماعت سے دور ہو جائیں اور اپنا ایمان بچائیں کیونکہ ہم نے کسی مولوی اور پیر کا کلمہ نہیں پڑھا ہم نے اللہ اور اُس کے رسول کریم ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے۔ اُس خدا تعالیٰ جس نے دیگر فرائض فرض کیے ہیں اسی نے حضور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم وتکریم کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ.(۱)

اور آپ (ﷺ) کی بے حد تعظیم وتکریم کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ادب واحترامِ نبی ﷺ زندگی کے ہر مرحلے میں فرض کر رکھا ہے۔ بے ادبی کی صورت میں اعمال کی پونجی ضائع کر دینے کی بھی وعید سنا رکھی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○(۲)

کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہوجائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہوجانے کا) شعور تک بھی نہ ہو○

(۱) الفتح، ۴۸: ۹

(۲) الحجرات، ۴۹: ۲

یہ مسلمہ بات ہے کہ نبی دو عالم ﷺ کی محبت اور ادب کے نور کے بغیر عبادات کی جو تصویر قائم ہوتی ہے وہ کاغذی پھول و پھل کی طرح ہے جنہیں تجربہ کار ماہر نے شکل اور رنگت کے اعتبار سے بہت خوبصورت بنایا ہے اور دور سے بڑے خوبصورت اور بھلے بھی دکھائی دیتے ہیں لیکن قریب سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ نہ ان میں خوشبو ہے اور نہ ہی پھل کھانے کے قابل ہے۔ بالکل اسی طرح نماز، روزہ، زکٰوۃ اور حج ودیگر عبادات جنہیں ادا کرنے والا شخص اگر حبّ نبی ﷺ اور ادبِ نبی ﷺ سے محروم ہے تو بارگاہِ الٰہی میں قبولیت سے محروم رہتا ہے کیونکہ باطنی قبولیت کی شرط سے خالی ہے۔ یعنی جسم بغیر روح کے ہے۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ کی محبت و ادب عبادتوں کی روح ہے۔ اس لیے ہمیں بہت محتاط رہتے ہوئے جس طرح ہم اپنی جان اور اپنی بیوی بچوں کی جان کی حفاظت کا خیال رکھتے ہیں اس سے کہیں زیادہ اپنے اور اپنی اولاد کے ایمان واسلام کی حفاظت کے اہتمام کی ضرورت ہے، کیونکہ جان تو ایک دن جائے گی لیکن ایمان کے جانے سے دنیا وآخرت تباہ وبرباد ہو جائیں گے۔

آخر پہ میں اپنے مرشد کریم رومی حاضر حضور شیخ العالم سیدی علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمہ اللہ کا ایک قول مبارک پیش کرتا ہوں تا کہ اس سے آنے والی نسل بھی فیض یاب ہو سکے کیونکہ آپ نے اس حقیقت کو چند جملوں میں واضح فرما دیا ہے:

> ''تقویٰ، علم کتاب، تعلیم، تدریس، سجدے، رکوع، قیام، جلسے جلوس، وعظ، تقریر، تسبیح، مصلّی، چلہ یہ سب چیزیں بندگی ہیں اس میں کوئی شک نہیں، مگر اس بندگی میں حبّ رسول ﷺ اور عظمتِ رسول ﷺ کا نور نہ ہو تو دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔''

آج ہی سے قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا تہیہ کریں۔ تجوید کے ساتھ خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کے لیے سیکھنے اور سمجھنے کا اہتمام کریں۔ اس سے گھریلو زندگی میں ان شاء اللہ برکات بھی نازل ہوں گی اور قبر وحشر میں میں نجات ہوگی۔

عارفین صوفیائے کرام کے نزدیک تدبر اور تفکر کے ساتھ قرآن پڑھنا اور احادیث نبویہ میں غور وفکر کرنا، بھوک برداشت کرتے ہوئے رات قیام وعبادت میں گزارنا، پھر سحر گاہی سے مشرف ہونا پاکیزہ اعمال میں سے ہے۔ جن سے باطنی وروحانی طہارت اور پاکیزگی نصیب ہوتی ہے۔ ہمیں رمضان المبارک میں ہی مندرجہ بالا مقبولان بارگاہِ الٰہی اور مصطفیٰ ﷺ کے معمولات اپنانے کا آغاز کر دینا چاہیے اور آنے والے رمضان المبارک تک جاری رکھنا چاہیے۔

## نمازِ تراویح

رمضان المبارک آتے ہی ہر سمت نیکی کا موسم چھا جاتا ہے۔ نماز پنجگانہ اور روزے کے سائے میں کہیں تسبیح و تلاوت کا شوق اور کہیں درود و سلام کا ذوق موجود ہے۔ لیکن ایوانِ بندگی میں نمازِ تراویح کا کچھ اپنا ہی کیف و سرور ہوتا ہے۔ یہ ماہِ مقدس کی اہم ترین عبادت ہے، نبی کریم ﷺ نے خود یہ نماز صرف دو تین دن مسجد میں ادا فرمائی پھر اس اندیشہ سے کہ یہ نماز امت پر فرض نہ ہو جائے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے گھروں میں پڑھنے کا حکم فرمایا، چونکہ نمازِ تراویح تاجدارِ کائنات ﷺ کی مسنون اور پسندیدہ نماز تھی اس لئے خلفائے راشدین نے آپ کے بعد اس نماز کو جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام کیا۔ لہٰذا ارشادِ نبوی ہے:

فَعَلَيۡكُمۡ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الۡخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيۡنَ الۡمَهۡدِيِّيۡنَ. (۱)

تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو پکڑنا لازم ہے۔

سید عالم نور مجسم ﷺ نے اس کی فضیلت یوں بھی بیان فرمائی:

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ: مَنۡ صَامَ رَمَضَانَ إِيۡمَانًا وَاحۡتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِهِ. (۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بحالتِ ایمان اور احتساب سے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

''ایک رات رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں (نفل) نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے اگلی رات نماز پڑھی تو اور زیادہ لوگ جمع ہوگئے پھر تیسری یا چوتھی رات بھی اکٹھے ہوئے لیکن

---

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب: العلم، باب: ما جاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدع، ۵: ۴۴، رقم: ۲۶۷۶
۲۔ أبوداود، السنن، کتاب: السنة، باب: فی لزوم السنة، ۴: ۲۰۰، رقم: ۴۶۰۷

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب: الصوم، باب: صوم رمضان احتسابا من الإیمان، ۱: ۲۲، رقم: ۳۸
۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب: صلاة المسافرین وقصرها، باب: الترغیب في قیام رمضان وهو التراویح، ۱: ۵۲۳، رقم: ۷۶۰

رسول اللہ ﷺ ان کی طرف تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: میں نے دیکھا جو تم نے کیا اور مجھے تمہارے پاس (نماز پڑھانے کے لئے) آنے سے صرف اس اندیشہ نے روکا کہ یہ تم پر فرض کر دی جائے گی اور یہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔‘‘(۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما سے مروی ہے فرمایا کہ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ.(۲)

حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رضي الله عنه عَلَى ذَلِكَ.(۳)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب: التهجد، باب: تحريض النبی ﷺ على صلاة الليل والنوافل من غير إيجاب، ۱: ۳۸۰، رقم: ۱۰۷۷

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ۱: ۵۲۴، رقم: ۷۶۱

(۲) ۱۔ ابن أبي شيبة في المصنف، ۲: ۱۶۴، رقم: ۷۶۹۲

۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۱: ۲۴۳، رقم: ۷۹۸

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب: صلاة التروايح، باب: فضل من قام رمضان، ۲: ۷۰۷، رقم: ۱۹۰۵

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ۱: ۵۲۳، رقم: ۷۵۹

حضور نبی اکرم ﷺ کے وصالِ مبارک تک نمازِ تراویح کی یہی صورت برقرار رہی اور خلافتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اور پھر خلافتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شروع تک یہی صورت برقرار رہی۔

بخاری شریف کی روایت کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن عبد القاری روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگ متفرق تھے کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کی اقتداء میں ایک گروہ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ.

میں نے سوچا کہ اگر میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو اچھا ہو گا۔

پس انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب کو جمع کر دیا، پھر میں ایک اور رات ان کے ساتھ نکلا اور لوگ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (انہیں دیکھ کر) فرمایا:

نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ. (١)

یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔

اس طرح ایک امام کی اقتدا میں روزانہ باجماعت ۲۰ رکعت نماز تراویح

---

(١) ١۔ بخاری، صحیح، کتاب: صلاة التراويح، باب: فضل من قام رمضان، ۲: ۷۰۷، رقم: ۱۹۰۶

۲۔ مالك، الموطأ، کتاب: الصلاة فی رمضان، باب: الترغيب في الصلاة في رمضان، ۱: ۱۱۴، رقم: ۲۵۰

میں قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ادائیگی کا سلسلہ شروع ہوا۔

حضرت یزید بن رومان نے بیان کیا کہ

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ فِي رَمَضَانَ، بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً. (۱)

کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ کے دور میں لوگ (بشمول وتر) ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی ﷺ نے اپنی سنن میں فرمایا: اکثر اہلِ علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے جو کہ حضرت علی، حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضور نبی اکرم ﷺ کے دیگر اصحاب سے مروی ہے اور یہی (کبار تابعین) سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہم کا قول ہے اور امام شافعی نے فرمایا:

وَهَكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً. (۲)

میں نے اپنے شہر مکہ میں (اہلِ علم کو) اسی طرح بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔

حرمین شریفین میں گزشتہ تقریباً ۱۵۰ صدی سے بہت سے عقائد و معمولات چھوڑ دیئے گئے، لیکن ۲۰ رکعت نماز تراویح کا معمول آج تک جاری ہے اور تمام بلاد اسلامیہ اور چاروں ائمہ فقہ کے پیروکار بھی صدیوں سے ۲۰ رکعات ہی پڑھنے کا

---

(۱) ۱۔ مالك، الموطأ، كتاب: الصلاة في رمضان، باب: الترغيب في الصلاة في رمضان، ۱: ۱۱۵، رقم: ۲۵۲
۲۔ بيهقى، السنن الكبرى، ۲: ۴۹۶، رقم: ۴۳۹۴

(۲) ترمذى، السنن، كتاب: الصوم عن رسول الله ﷺ، باب: ماجاء في قيام شهر رمضان، ۳: ۱۶۹، رقم: ۸۰۶

سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

دینی اعتبار سے ہمارا دور تنزل کا شکار ہے، عقیدہ اور عمل کی کمزوری میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ شریعت مصطفوی کے بنیادی و اسلامی احکام و فرائض کی ادائیگی میں مسنون اعمال و عبادات کو محض سنت رسول ہونے کی بناء پر چھوڑ دینے اور ترک کر دینے کا رجحان فروغ پا رہا ہے، جو عملاً انکارِ سنت اور سنتِ رسول ﷺ کی اہمیت کم کرنے کی خطرناک سازش ہے۔ پنجگانہ فرائضِ نماز کے ساتھ پڑھی جانے والی موکدہ و غیر موکدہ سنت اور نوافل جو احادیث سے ثابت ہے۔ ان کو بلا کسی شرعی عذر و رخصت کے یہ کہہ کر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ یہ سنت ہے فرض تو نہیں ہے۔

۱۲۹۰ ھ تک پوری امت مسلمہ میں رمضان شریف ۲۰ رکعت ہی نمازِ تراویح پڑھی جاتی تھی۔ تقریباً ۱۳۲ سال پہلے ایک مولوی نے آٹھ رکعت نمازِ تراویح کا فتویٰ صادر کیا، ائمہ مجتہدین کے پیروکاروں نے ہی نہیں بلکہ ان کے اپنے رفقاء نے بھی اس وقت اُن کے رد میں کتب لکھیں۔

آٹھ رکعت کے قائلین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ سے کمزور استدلال کرتے ہیں:

**مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً.** (۱)

---

(۱) ۱۔ بخاری، كتاب: التهجد، باب: قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره، ۱: ۳۸۵، رقم: ۱۰۹۶

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل، ۱: ۵۰۹، رقم: ۷۳۸

حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک میں اور اس کے علاوہ بھی (نماز تہجد) گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

یہاں سے وہ آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اس روایت کو ذرا غور سے پڑھیں تو یہ آسانی سے واضح ہو جائے گا کہ آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت کی یہاں کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اس لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہاں ایسی نماز کا ذکر کر رہی ہیں جو رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے اور غیر رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے۔ نماز تراویح تو صرف رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے آپ نے دیکھا کہ یہاں تراویح کا تو سرے سے ذکر ہی نہیں ہے بلکہ نماز تہجد کا ذکر ہے جو آپ ﷺ پہ فرض تھی آپ رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعت پڑھتے اور وتر ملا کر ۱۱ رکعات ہو جاتی تھیں۔

امام بخاری نے بھی اسے باب قیام النبی ﷺ فی رمضان وغیرہ میں ذکر کر کے واضح کیا کہ اس سے مراد وہی نماز ہے جو رمضان اور اس کے علاوہ بھی آپ ﷺ پڑھتے تھے۔ ویسے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ تہجد کی یہ روایات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم میں تھیں اگر ان میں نمازِ تراویح کا ذکر ہوتا تو وہ ضرور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یا بعد میں کسی خلیفہ راشد کے سامنے بیس ۲۰ رکعت کے مقابلے میں پیش کرتے مگر ہرگز ایسا کبھی نہیں ہوا۔

تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے تک صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت کی کثرت جس عمل کو اپنائے ہوئے ہے اُس کو ایک چھوٹے سے گروہ نے ہٹتے ہوئے آٹھ رکعت تراویح شروع کر دی۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے آٹھ رکعت تراویح

کے ثبوت میں ضعیف حدیث بھی انہیں دستیاب نہیں ہوئی۔ یہ ضروری ہے کہ فتنہ پرستی کے دور میں جو عقیدہ اور عمل سبیل المومنین، سلف صالحین اور علمائے ربانی کی تائید سے محروم ہو اس کی طرف توجہ ہی نہ کی جائے۔ ہمیں ماقبل ہدایت یافتہ کے نقوشِ راہ کو دیکھ کر چلنے کا پابند کیا گیا ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا○ (۱)

اور جو شخص رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کی راہ واضح ہو چکی اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ کی پیروی کرے تو ہم اسے اسی (گمراہی) کی طرف پھیرے رکھیں گے جدھر وہ (خود) پھر گیا ہے اور (بالآخر) اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْمُتَمَسِّکُ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي لَهُ أَجْرُ شَهِيْدٍ. (۲)

میری امت کے فساد کے وقت میری سنت پر پختگی سے عمل پیرا ہونے والے کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

فَمن رَغِبَ عَن سُنَتِی فلیسِ مِنّي. (۳)

---

(۱) النساء، ۴: ۱۱۵

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۵: ۳۱۵، رقم: ۵۴۱۴
۲۔ أبو نعیم، حلیة الأولیاء، ۹: ۲۹۲

(۳) بخاری، الصحیح، کتاب النکاح، باب الترغیب في النکاح، ۵: ۱۹۴۹، رقم: ۴۷۷۶

جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ میری امت سے نہیں ہے۔

ارشاداتِ نبوت بڑی وضاحت سے بتا رہے ہیں کہ ہدایت، ایمان رسول کریم ﷺ کی سنت پر ثابت قدم رہنے کا نام ہے اور آپ ﷺ کی سنت سے محبت کا نام ہے اور آپ ﷺ کی سنت و اتباع سے منہ موڑنے کا نام ہی گمراہی ہے۔ چنانچہ عامۃ الناس مسلمان کسی تحریک یا سازش کا حصہ نہ بنیں اور سستی کاہلی کو چھوڑیں، سنت موکدہ مت چھوڑیں دن رات میں ۱۲ رکعت پڑھنے والے کو نبی پاک ﷺ نے جنتی محل کی خوشخبری سنائی ہے۔

جُعِلت قُرَّۃُ عَیۡنِی فی الصلوٰۃ۔ (۱)

نماز میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دی گئی۔

نوافل و سنت سے ہی تو سجدوں کی کثرت نصیب ہوتی ہے اور کثرت نوافل سے ہی تو اللہ تعالیٰ کا قرب اور محبت کا نور نصیب ہوتا ہے۔ غنیمت جانتے ہوئے رمضان المبارک میں ہی نوافل کی ادائیگی شروع کریں تحیہ الوضو، تحیۃ المسجد، اوابین اور نماز تہجد کی عادت بھی آسانی سے زندگی میں شامل ہوسکتی ہے کہ آپ نے پورا مہینہ سحری کے وقت اُٹھنا ہوتا ہے۔

سیدی حضور شیخ العالمؒ فرمایا کرتے ہیں:

”اگر سحری کے وقت اٹھ کر زیادہ نہیں نمازِ تہجد کی دو رکعت ہی پڑھ لیا کریں، تہجد گزاروں میں نام تو آجائے گا“۔

سُبۡحَانَ ذِی الۡمُلۡکِ وَالۡمَلَکُوۡتِ ط سُبۡحَانَ ذِی الۡعِزَّۃِ وَالۡعَظَمَۃِ

(۱) طبراني، الكبير، ۲۰: ۴۲۰، رقم: ۱۰۱۲

وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِی لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ ط سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ ط اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ.

پاک ہے (وہ اللہ) زمین و آسمان کی بادشاہی والا۔ پاک ہے (وہ اللہ) عزت و بزرگی، ہیبت و قدرت اورعظمت و رُعب والا۔ پاک ہے بادشاہِ (حقیقی، جو) زندہ ہے، سوتا نہیں اور نہ مرے گا۔ بہت ہی پاک (اور) بہت ہی مقدس ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا پروردگار۔ اِلٰہی ہم کو دوزخ سے پناہ دے۔ اے پناہ دینے والے! اے پناہ دینے والے! اے پناہ دینے والے۔

روزہ رکھتے وقت درج ذیل دعا پڑھنی چاہیے:

وَبِصَومِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ.

میں نے کل کے ماہِ رمضان کے روزے کی نیت کی۔

## فرضیت

روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض کیے گئے ہیں۔شریعت میں عبادت کی نیت سے صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اورعمل ذوجیت سے رُکے رہنے سے یہ عبادت پایہ تکمیل تک پہنچ جاتی ہے۔ بظاہر یہ ماہ بھی دوسرے ماہ کی طرح ہی ہوتا ہے۔لیکن عظمت و شان اور برکت وثواب کے لحاظ سارے سال کے اوقات میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اگرچہ اس میں بھی رات طلوع آفتاب پہ ختم ہوتی ہے اور دن شروع ہو کر غروب آفتاب پہ ختم ہوتا ہے۔

دن کے وقت جو حلال چیزیں روزے دار پر حرام ہوتی ہیں وہ رات کے وقت صبح صادق تک حلال رہتی ہیں۔ نمازِ تراویح جسے رات کے قیام سے تعبیر کیا گیا ہے اسے بھی فجرِ صادق سے پہلے پہلے ہی ادا کر سکتے ہیں۔ ہر رات تقریباً تین حصوں میں تو ضرور مشتمل ہوتی ہے۔ رات کے تیسرے پہر میں ہی تو وہ خصوصی قرب و رحمت کے اعلانات بلند ہوتے ہیں جن میں شب زندہ دار محبوب حقیقی کے حضور حاضر رہتے ہیں۔ روزہ دار خود کو قیام رکوع اور سجود کے انداز میں اور گریہ و زاری اور دعاؤں میں مشغول رہتے ہوئے گزارتے ہیں اور اپنے رب کریم کو منانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ روزہ دار سحری کے لئے جاگے ہوئے ہوتے ہیں۔ دن اچھا بسر کرنے کے لیے کھانے پینے میں مصروف ہوتے ہیں اس وقت جاگنا کھانا پینا سنت ہے، جاگنے والوں کے گھروں کو فرشتے اُسی طرح چمکتے دمکتے ہوئے دیکھتے ہیں جس طرح ہمیں آسمان پر ستارے نظر آتے ہیں۔ بڑا سہانہ وقت ہے ہمیں رمضان کے بعد بھی اس وقت اُٹھنے کی عادت بنانے کی کوشش ضرور کرنا چاہیے۔

برطانیہ میں ۱۵ مئی سے ۳۰ جولائی تک غیر متعدل صورت حال رات کے وقت ہوتی ہے۔ سورج غروب ہونے کے بعد روشنی جس طرح دکھائی دیتی ہے بالکل اُسی طرح ۱۱۔۱۲ ایک اور دو بجے بھی دکھائی دیتی ہے۔ اس لیے آج سے تقریباً پچاس ۵۰ سال پہلے علماء اسلام نے ایک کیلنڈر ترتیب دیا تھا۔ نارمل اوقات دیکھتے ہوئے اور قریب ترین اسلامی ممالک کے لئے ٹائم ٹیبل کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے تاکہ مسلمان اس بارے میں فتنہ سے محفوظ رہیں فرض کی ادائیگی خواہ نماز عشاء ہو یا روزہ آسانی سے ہوتی رہے۔

پچاس سالہ پرانے کیلنڈر کے مطابق سورج ڈوبنے کے ڈیڑھ پونے دو گھنٹے بعد عشاء کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج نکلنے سے ڈیڑھ پونے دو گھنٹے پہلے روزہ بند کر دیا جاتا ہے۔ **اَلدِّیْنُ یُسْرٌ** کے مطابق اس میں آسانی ہے اس لیے UK یورپ کی تمام مساجد میں اسی کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے اس مسئلہ میں بھی یہاں کی روٹین کے بارے میں اختلاف کھڑے کر دیئے گئے۔ مسجد میں بھی اور گھروں میں بھی اختلافات ڈالنے کی کوشش کی گئی لیکن ابھی تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ فلاں ٹائم اگر روزہ بند نہ کیا تو روزہ نہیں ہوگا۔ بعض مفتی حضرات کی کوشش کے باوجود UK کی اکثر مساجد اور تمام اسلامی ٹی وی چینلز، ریڈیو پچاس 50 سالہ کیلنڈر کے مطابق ہی آذانوں اور نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ اگر تین یا پونے تین بجے بھی روزہ بند کیا جائے تو بھی ۱۹ گھنٹوں سے زائد وقت بنتا ہے۔ تقویٰ، طہارت اور علم وحکمت کے میدان میں عظیم منصب پر فائز علماء حق اور مشائخ عظام کی بارگاہ میں یہی ٹائم ٹیبل ہے اس لئے اب بھی کثرت سے مسلمان اسی کیلنڈر کو فالو کرتے ہیں۔

**نوٹ:** روزہ ایک بجے بند کرنا یا ۲ بجے بند کرنا یہ روزہ کے ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ نہیں بلکہ سونے کا مسئلہ ہے۔

کچھ ہمارے بھائی پچاس سالہ سسٹم سے باہر نکلنے کی کوشش میں نعوذ باللہ نماز عشاء بھی ترک کرتے ہیں بہر حال UK، یورپ میں ان اڑھائی ماہ میں صلوۃ التراویح اور سحر کے درمیان تقریباً دو گھنٹے ہی ہوتے ہیں۔ اگر نیند وتھکاوٹ کا زیادہ غلبہ ہے تو سو جائیں لیکن سحری کے وقت ضرور اٹھیں اور جسمانی اور روحانی برکتوں

سے لطف اندوز ہوں۔ ویسے جس وقت بھی نیت کر کے سو جائیں روزہ تو ہو جائے گا لیکن طویل دن آپ نے گزارنا ہے اس لیے سحری کے وقت جاگیں جسمانی خوراک بھی لیں اور روحانی غذا بھی استعمال فرمائیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ اہتمام کے ساتھ روزے کا آغاز سحری سے فرماتے۔

**عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً.** (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

جاگتے ہی تازہ وضو، مسواک یا ٹوتھ برش کے ساتھ منہ صاف کریں۔ شہادتین کے بعد درود شریف کے ساتھ یہ کلمات پڑھتے ہوئے مصلیٰ کی طرف جائیں **اَللهُ أَكْبَرُ** (دس بار) **اَلْحَمْدُ لِلهِ** (دس بار) **سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلهِ وَلاَ اِلَهَ اِلاَّ اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ** (ایک بار) **سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ** (تین بار) مگر القدوس کو تھوڑا آواز کے ساتھ پڑھیں۔ **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ** کی دعا کے بعد قبلہ رو ہو جائیں اور دو رکعت تحیۃ الوضوء اور توبہ پڑھیں اور تین بار **اَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيْمِ** پڑھنے کے بعد سورہ حشر کی آخری آیات کی تلاوت بھی فرما لیں اور قبولیت کے یقین کے ساتھ دعائیں بھی مانگیں۔ کیونکہ رمضان المبارک میں اور

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب برکة السحور، ۲: ۶۷۸، رقم: ۱۸۲۳

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتأکید استحبابه واستحباب تأخیره وتعجیل الفطر، ۲: ۷۷۰، رقم: ۱۰۹۵

باقی مہینوں میں بھی سحری کے وقت خصوصاً دعائیں مانگی جائیں کیونکہ یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے، اور دعائیں قبول ہوتی ہیں گناہ معاف ہوتے ہیں۔ خداوند ذوالجلال اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پہ جلوہ فرماتا ہے۔ خالق کائنات کی بارگاہ سے خاص رحمتیں نازل ہو رہی ہوتی ہیں۔ بندہ تھوڑا سا بھی رب کریم کے حضور مائل ہوتا ہے تو اُس کی رحمت خود بڑھ کر اس کا استقبال کرتی ہیں۔ اس لیے ہمیں اس سہانے وقت سے بھر پور فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ گناہوں سے معافی مانگیں۔ اپنے مالک کی رضا کے ساتھ ساتھ اس کی محبت اور دیدار کے طلب گار ہوں اور اس کے محبوب مکرم کی اطاعت، محبت اور دیدار و شفاعت کے عریضے پیش کریں اپنے اور سب امت مسلمہ کی بہتری کے لئے دعائیں اور التجائیں کریں۔

عطارؒ ہو رومیؒ ہو رازیؒ ہو غزالیؒ ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

عارفین کے نزدیک سحری کے وقت اللہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری سے دعائیں مانگنا اُن اعمال میں سے ہے جن سے رب کی رضا ملتی ہے اور بندہ مومن کے دل کی اصلاح ہوتی ہے۔ صاحبان درد و الفت میں نام شامل ہو جاتا ہے۔

مرشد کریم حضور سیدی شیخ العالمؒ بھی فرمایا کرتے کہ:

"سحری کا وقت کمائی کا وقت ہوتا ہے۔ محبوبانِ بارگاہ الٰہ اور مقبولانِ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ اپنے دامن بھر لیتے ہیں اور پھر سارا دن زائرین و سائلین میں تقسیم کرتے رہتے ہیں"۔

اگر ہو سکے تو نمازِ تراویح کے بعد بھی بیدار رہنے کی کوشش کریں اور اپنے

آپ کو قرآن مجید کی تلاوت، ذکر و اذکار اور درود و سلام میں مصروف رکھیں۔ تھوڑا سا تو وقت ہوتا ہے کیوں نہ ہم بھی قیام اللیل تہجد کے وہ آٹھ نوافل جو نبی پاک ﷺ رمضان اور اس کے علاوہ راتوں میں بھی ادا فرماتے تھے وہ ادا کر لیں جن نوافل کے بہانے ایک چھوٹے سے گروپ نے بیس ۲۰ رکعت نمازِ تراویح سنت موکدہ کو چھوڑ کر ایک عظیم عبادت سے خود بھی محروم ہیں اور سادہ لوح لوگوں کو بھی عظیم ثواب سے محروم رکھنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔

## طلب رضا و دیدار میں وقت گزاریں!

ایک بندۂ مومن جو رضائے الٰہی کی طلب وجستجو رکھنے والا ہو اُس کے لیے تو شب و روز میں ظاہر و باطن کی طہارت و پاکیزگی کے سب سامان موجود ہیں۔ دیدارِ سرور عالم ﷺ ایک امتی کی معراج ہے سب سے بڑی تمنا اور دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ ہر شب رمضان المبارک کو شب قدر سمجھتے ہوئے نبی پاک کے عشق ومحبت کے نور میں ڈوب کر دیدارِ رسول ﷺ کے لئے وظیفہ کریں تراویح کے بعد کچھ وقت کو اس عظیم سعادت کے حصول میں صرف کریں۔ میں اپنے مرشد کریم، نقیب عشق مصطفیٰ ﷺ حضور شیخ العالم کا بتایا ہوا آزمودہ ورد جس کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے باقاعدگی کے ساتھ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور نبی کریم ﷺ کی توجہ سے بندہ رُخ انور کے دیدار سے فیضاب ہو جاتا ہے وہ عظیم درود و سلام اس نیت سے لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ نہ جانے کون خوش نصیب جیتے جی یہ روحانی معراج حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ یاد رہے صرف اس غرض سے بیٹھ جانا بھی بہت ساری سعادتوں کی جان ہے۔ کیا یہ کم ہے کہ رحیم و ودود رب

کی بارگاہ میں ایک گناہ گار امتی اپنے نبی رحمۃ العالمین ﷺ کے دیدار کا طلب گار ہے ایک ایک لمحہ قبولیت کی طرف بڑھتا ہے۔ یقین رکھیں قبولیت ہو گی زندگی کے کسی لمحہ، یا نزع کے وقت یا پھر قبر میں فوری پہچان کے ساتھ اور قاسمِ جنت و کوثر کی شفاعت سے دونوں جہاں کی کامیابی قدم چوم لے گی، ان شاء اللہ۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۝(۱)

(اے نبی مکرّم!) آپ فرما دیجیے: وہ اللہ ہے جو یکتا ہے۝ اللہ سب سے بے نیاز، سب کی پناہ اور سب پر فائق ہے۝ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ پیدا کیا گیا ہے۝ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

تازہ وضو اور خوشبو لگانے کے بعد کسی پرسکون جگہ پر بیٹھ جائیں جہاں شور شرابہ بھی نہ ہو اور تنہائی بھی میسر ہو کعبہ مشرفہ کو اپنے تصوراتِ پاکیزہ کا مرکز بناتے ہوئے ایک تسبیح سورۂ اخلاص پڑھیے، پھر اپنے آپ کو بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر خیال کرتے ہوئے سرکارِ دو جہاں ﷺ کے قدمین شریفین کی جانب بیٹھنے کا تصور قائم کرتے ہوئے محبت اور وارفتگی کے ساتھ اور اس یقین کامل کے ساتھ درج ذیل درود پاک ۱۰۰ بار پڑھیے کہ نبی پاک نور نبوت سے دیکھ بھی رہے ہیں اور درود وسلام سن بھی رہے ہیں اگر ایک بار جواب عطا فرما دیں تو دونوں جہان کی سلامتی نصیب ہو جائے گی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

(۱) اخلاص، ۱۱۲: ۱۔۴

اگر دوران وظیفہ توجہ ہٹ جائے تو تین بار اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ پڑھتے ہوئے دوبارہ اُنہی نورانی تصورات و توجہات میں واپس چلے جائیں اور درود شریف پڑھنا جاری رکھیں۔ انشاء اللہ ایک نہ ایک دن زیارت سے مشرف ہو ہی جائیں گے۔

درج ذیل وہ خصوصی سلام کے الفاظ میں جو مرشد کریم کو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے مواجہ شریف حاضری کے وقت عطا ہوئے تھے وہ بھی اپنے وظیفہ میں شامل کر لیجئے ان شاء اللہ رات کے اس تھوڑے سے وقت کے وظیفے کے باعث بخت جاگ جائیں گے۔

سَلَامٌ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ الْمُرْسَلِیْنَ.

نام اُن منگتوں میں آ جائے دیدار ترا جو پاتے ہیں
سالک بھی تو ہے ایک ادنیٰ گدا، سرکار ﷺ توجہ فرمائیں

سحری سے روزے کا آغاز ہوتا ہے روحانی فیوض و برکات کے حصول اور دن میں روزے دار کی طاقت و توانائی بحال رکھنے کی وجہ سے اس کی اہم حیثیت ہے بلکہ آقائے دو عالم ﷺ نے تو اپنی اُمت کو تلقین فرماتے ہوئے فرمایا کہ سحری ضرور کھایا کرو خواہ وہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو۔ اور آپ ﷺ کا یہ بھی معمول مبارک تھا کہ سحری آخری وقت میں تناول فرماتے یعنی آخری لمحات میں کھانا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

۴ گھنٹے میں صبح صادق سے بھی پہلے سحری کھانے والے یقیناً اس سنت سے بھی محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ سحری کرنے میں تاخیر اور افطاری کرنے میں جلدی سرورِ عالم ﷺ کا زندگی بھر معمول رہا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ.(۱)

لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے۔

ویسے نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان کے ساتھ بھی کہہ دیا جائے یہ مستحب ہے مادری زبان، اردو، ہندکو، انگلش وغیرہ میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ عربی زبان میں درج ذیل الفاظ ہیں:

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ.

میں نے کل کے ماہ رمضان کے روزے کی نیت کی۔

مگر یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ الفاظ احادیث سے منقول نہیں ہیں البتہ یہ الفاظ دہرانہ بدعت حسنہ ہے۔ رمضان المبارک کا روحانی ماحول عشرہ رحمت سے شروع ہوتا ہے۔ شیطان کے جکڑنے کی وجہ سے انسان ایک طاقتور دشمن کی بہت سے شرارتوں اور وسوسوں سے محفوظ ہوتا ہے لیکن اس سے بھی خطرناک اور اندر کا دشمن نفس امارہ موجود ہے۔ وہ اپنی کاروائیاں جاری رکھتا ہے لیکن بفضلہ تعالیٰ اس کی سرکشی و رعونت کو ختم کرنے کے لئے سالانہ refresher course شروع کر دیا گیا ہے۔

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب الصيام، باب تعجيل الافطار، ۲: ۶۹۲، رقم: ۱۸۵۶۔

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه واستحباب تأخيره وتعجيل الفطر، ۲: ۷۷۱، رقم: ۱۰۹۸۔

شیطان کو جکڑنے کی وجہ سے گناہوں میں مصروف رہنے والے اکثر لوگ رُکے ہوتے ہیں اور توبہ کرتے ہوئے اللہ کریم کی طرف رجوع کیے ہوئے ہیں۔ جو پہلے نمازی نہیں تھے، اب پڑھنے لگتے ہیں مساجد بھری ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر و درود کی محافل میں ایسے لوگ شریک ہوتے ہیں جو ماہِ رمضان سے پہلے ایسے نیک کاموں سے بہت دور رہتے تھے اور غفلت کی چادر اوڑھے اپنے زندگی کے قیمتی دن ضائع کرنے میں مصروف تھے۔ لیکن اب وہ اپنے رب کی رضا و خوشنودی کے لئے تقویٰ و طہارت سے لیس ہو کر عظیم سفر پر رواں دواں ہیں۔ یوں وہ نفسِ امارہ کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔ نفس کی شرارتوں، بغاوتوں اور غلاظتوں سے بچنے اور بُرے اخلاق، بُری عادات اور نفسانی خواہشات کے گھوڑے کو لگام ڈالنے کا پرعزم فیصلہ کرنے میں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔

مجاہدہٴ نفس کرنے والے یا باہمت مجاہدین زندگی کے ہر لمحے اپنے نفس کے ساتھ برسرِ پیکار رہتے ہیں۔ زندگی کے میچ میں کامیاب ہونے کے لئے کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتے ہر وقت اپنے معبودِ حقیقی اور محبوبِ حقیقی کی محبت رضا اور دیدار کے تمنائی رہتے ہیں اور محبوب ﷺ رب کریم ﷺ کے عشق اور دیدار کی جستجو میں ہر برائی اور نافرمانی سے اپنے آپ کو بچانے میں مشغول رہتے ہیں۔ زبانِ نبوت نے تو اسے جہادِ اکبر سے تعبیر فرمایا ہے اور فرمایا صُومُوا تصِحُّوا روزہ رکھو تو صحت مند رہو گے۔ قرآن حکیم میں بھی روزہ رکھنے والوں کے لئے جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ روحانی لحاظ سے تندرست ہونے کی خوشخبری ہے۔ medically یہ واضح ہو چکا ہے کہ روزے کی وجہ سے بدن سے فاضل مادے خارج ہو جاتے ہیں اور قوت انہضام میں موزونیت آجاتی ہے بہت سی بیماریاں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں جس

کی وجہ ظاہری زندگی میں بھی نکھار آ جاتا ہے۔لیکن اصل نکھار باطنی اور روحانی زندگی میں آ تا ہے۔ یہی ماہ رمضان کا اصل مقصد بھی ہے۔ اللہ کی بارگاہ سے یہ مہمان ہر سال آ تا ہی اس لئے کہ ہمیں تبدیل کر دے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ کے قرب کے قابل بنا دے۔ یہ آ تا ہی اس لئے کہ

☆ ہم میں تقویٰ و پرہیزگاری کا جوہر پیدا ہوجائے۔

☆ نفس واعضاء کی شہوتوں پر کنٹرول ہو۔

☆ چند گھنٹے بھوکا پیاسا رکھا جاتا ہے تاکہ غریب کی حالت کا ادراک ہو۔

☆ شہر المواسات (بھلائی کا مہینہ) قرار دے کر مالداروں کو بھی دن کے وقت کھانے پینے سے روکا جاتا ہے تاکہ ان غرباء کی حوصلہ افزائی ہو جنہیں یہ دو وقت کا کھانا بھی آسانی سے میسر نہیں اور ان کی بچوں کی تکلیف کو سمجھا جاسکے۔

☆ حلال چیزیں بھی محدود وقت تک حکم ربی سے حرام کردی گئیں تاکہ صبر کی وادی میں اتنی پختگی نصیب ہوجائے کہ باقی زندگی میں رب کی حرام کردہ اشیاء وافعال سے بھی اپنے آپ کو روکے رکھے۔

تھوڑی دیر جائز کاموں سے روک دیا گیا۔ روزہ دار چھپ کر کسی جگہ بھی وہ نہیں کرتا کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ پورا ماہ یہ پریکٹس کرائی جا رہی ہے تاکہ وہ باقی زندگی میں ناجائز کاموں سے اپنے آپ کو بچائے مثلاً فراڈ، رشوت، بد دیانتی، جھوٹ، غیبت، بدنگاہی، دیگر اخلاق رذیلہ بری عادتیں اور برائیاں اور نا فرمانیاں، بدکاریاں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ.** (۱)

کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں کہ انہیں اپنے روزے سے سوائے بھوک کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور (اسی طرح) کتنے ہی راتوں کو جاگنے والے ایسے ہیں کہ انہیں اپنے قیام سے سوائے جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حدیث الصوم جنۃ کے تحت شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ روزہ کے ڈھال ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ روزہ دار کو بری خصلتوں اور بری شہوتوں سے باز رکھتا ہے۔ اس لیئے روزہ دار کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اسے ایسی چیزوں سے بچائے جو اسے فاسد کرتی ہیں اور اس کے ثواب کو کم کردیتی ہیں۔

یہ اس لیے بھی ڈھال ہے کہ بندہ اس کے ذریعے نفسانی خواہشات سے بچتا ہے اور کل قیامت کے دن جہنم کی آگ کے سامنے یہ روزہ ڈھال بن جائے گا۔

ہر روز ہمیں روزہ افطار کرتے ہوئے اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ کیا یہ اس قابل ہے کہ روزہ دار کے منہ کی ہوا یوم قیامت اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے، کے مصداق ہے کہ نہیں اور ہمیں دیکھنا چاہیے کہ افطار کے وقت کی خوشی کو رب کریم کی ملاقات سے تعبیر کیا گیا ہے ہمارا روزہ ظاہری اور باطنی آداب

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الصیام، باب ما جاء في الغیبة والرفث للصائم، ۱: ۵۳۹، رقم: ۱۶۹۰
۲۔ نسائی، السنن الکبری، ۲: ۲۳۹، رقم: ۳۲۴۹

کے لحاظ سے کس پوزیشن میں ہے؟ ہمیں اپنی طرف سے پوری محنت اور کوشش کرنا چاہیئے تاکہ ہم اللہ کی توفیق سے پورے اعضاء کا روزہ رکھنے میں بھی کامیاب ہو جائیں۔ ہم افطاری کے وقت نہایت عاجزی اور انکساری سے اللہ کریم کی بارگاہ میں عرض کریں کہ اے مالک الملک! میرا یہ عمل اس لائق ہی نہیں کہ تیرے حضور پیش کیا جاسکے بس تیرے فضل وکرم کا سوالی ہوں۔ جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے تو روزہ افطار کرنے میں دیر نہیں کرنا چاہیے سائرن اور آذان کے انتظار کی ضرورت نہیں ٹائم ٹیبل کے مطابق جیسے ہی ٹائم ہو جائے تو فوراً کھجور یا چھوہارے اگر میسر نہ ہوتو پانی کے گھونٹ سے ہی افطار کر کے پھر یہ دعا پڑھ لیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ (۱)

''اے اللہ! بے شک میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیرے ہی عطا کیے ہوئے رزق سے میں نے افطار کیا۔''

ماہ رمضان کے شب و روز میں آپ نے اپنی زندگی کا سفر شروع کر رکھا ہے تو سب سے پہلے دیکھنا ہوگا کہ ہمارے آقا و مولیٰ خاتم النبیین ﷺ کے کیا معمولات ہوتے تھے؟ جب درود پڑھتے ہوئے احادیث کی روشنی میں مدینہ منورہ کی مقدس فضاؤں میں صدیوں پہلے کے ایک نورانی و روحانی ماحول میں رمضان شریف میں آستانہ نبوت پر تصوراً حاضری دیں گے تو نبی و عالم ﷺ اپنے صحابہ کے جھرمٹ میں ماہ سعید کی محبت و چاہت میں ہمیں دعائیں مانگتے دکھائی دیتے ہیں۔ جب چاند

(۱) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ۴: ۴۲۶

دکھائی دیتا تو آپ ﷺ فرماتے:

هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا. (۱)

بھلائی اور ہدایت کا چاند، بھلائی اور ہدایت کا چاند، بھلائی اور ہدایت کا چاند، میں اس ذات پر ایمان رکھتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا تین مرتبہ۔ پھر کہتے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پچھلے مہینے کو لے گیا اور اس مہینے کو لے آیا۔

عام دنوں کی نسبت آپ ﷺ کے معمولات عبادت و ریاضت میں بہت زیادہ اضافہ نظر آتا ہے بارگاہ رب العزت میں خشیت  ومحبت کے جلوے نمایاں دکھائی دیتے اسی شوق ومحبت میں ماہ مقدس کی راتیں نماز تراویح، تسبیح تہلیل، ذکر وفکر اور نماز تہجد میں ہی بسر ہوجاتیں۔

صحیحین کی روایت کے مطابق رمضان المبارک کی ہر رات حضرت جبریل امین علیہ السلام قرآن پاک کا دور کرنے کے لیے سرور دو جہاں ﷺ کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لاتے جہاں باری  باری دونوں ہستیاں ایک دوسرے کو کلام پاک سناتے وصال بکمال تک یہ معمول جاری رہا۔ ایک بار قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا عمل آپ ﷺ نے زندگی بھر جاری رکھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

(۱) أبوداؤد، السنن، كتاب الأدب، بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ، ۴: ۳۲۴، رقم: ۵۰۹۲

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡٓ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ. (۱)

رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے۔

رمضان وقرآن کا آپس میں گہرا باہمی تعلق ہے۔ قیامت کے روز دونوں (رمضان المبارک وقرآن مجید) اپنے ادب و احترام کرنے والوں کی سفارش کریں گے اور ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس لیے ہر روز کی روٹین میں کلام الٰہی سے اتنے حصہ کی تلاوت ضرور جاری رکھیں تاکہ ماہ رمضان کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ختم قرآن کی تکمیل کی بھی سعادت نصیب ہوجائے۔ اور یاد رکھیں سمجھ کر پڑھنے اور اس کے مطابق عقیدہ رکھنے اور عمل کرنے سے بندہ ولی اللہ بنتا ہے اور ہدایت یافتہ اور نجات یافتہ لوگوں میں شامل ہوجاتا ہے۔ زہے نصیب۔

خوش نصیب روزہ داروں عشرہ رحمت میں خصوصی طور پہ رب دوجہاں سے رحمت دوجہاں ﷺ کے طفیل فضل و رحمت کی بھیک مانگتے رہیں کیونکہ ہمارے لیئے بخشش ونجات اور قرب و رضاء کا انحصار فضل و رحمت پہ ہی ہے لہٰذا درج دعائیں پڑھتے رہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرَّاحِمِيۡنَ.

اے اللہ تو (ہمیں) معاف فرما اور (ہم پر) رحم فرما تو بہترین رحم فرمانے والا ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَحۡمَتَکَ أَرۡجُوۡ فَلاَ تَكِلۡنِيۡ إِلٰى نَفۡسِيۡ طَرۡفَةَ عَيۡنٍ، وَأَصۡلِحۡ لِيۡ شأۡنِیۡ کُلَّهٗ بِحَقِّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنۡتَ.

(۱) البقرة، ۲: ۱۸۵

اے اللہ میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ مجھے ایک پل کے لئے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کرنا اور میرے تمام حالات کو درست کردے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَرَحْمَتَکَ وَفَضْلَکَ وَکَرَمَکَ وَجَنَّتَکَ اِنَّکَ أَنْتَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.

اے اللہ میں تجھ سے تیری رضا، تیری رحمت، تیرے فضل، تیرے کرم اور تیری جنت کا سوال کرتا ہوں بے شک تو بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

دوسرا عشرہ مغفرت ہے یوں سمجھیں دربارِ خداوندی سے اک بلاوا ہے کہ جو بھی گناہ اور نافرمانیاں سرزد ہو چکی ہیں اب بھی اگر کیے پر ندامت کرتے ہوئے اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرتے ہوئے واپس آجاؤ کچھ بھی نہیں کہا جائے گا، معاف کردیا جائے گا بلکہ کرم کرتے ہوئے بدیوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیا جائے گا، مزید فضل کرتے ہوئے روحانی پاکیزگی دے کر درجۂ محبت میں شامل کرلیا جائے گا بقول اقبال:

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. (۱)

بے شک اللہ بہت توبہ کرنیوالوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

(۱) البقرة، ۲: ۲۲۲

توبہ تاب، یتوب، توبۃ سے مصدر ہے، جس کے معنی ہی لوٹ کے آنے اور رجوع کرنے کے ہیں بندہ کا گناہوں سے منہ موڑنا اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر ظاہری اور باطنی طور پر نافرمانیوں سے بچنے کا عزم کرنا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر قائم ہو جانا ہی توبہ کہلاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہمیں سچی توبہ کی طرف بار بار متوجہ کیا جاتا ہے بلکہ یہاں تک ارشاد ہوا ہے کہ

يَـٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا.

اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور رجوعِ کامل سے خالص توبہ کرلو۔

بندۂ مومن کا سابقہ گناہوں پر ندامت و شرمندگی محسوس کرتے ہوئے، خدائی عذاب کا خوف اور مولا کریم سے حیا کرتے ہوئے معافی طلب کرتے رہنا اور طلب مغفرت کے سارے وسیلے بروئے کار لاکر گریہ و زاری کر کے اپنے رب کے منانے کے سارے عمل کو استغفار سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ.(۱)

اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے۔

صاف ظاہر ہے کہ ہر وقت ہر اک کو دربار مدینہ شریف نبی ﷺ میں ہمیشہ حاضری کا نصیب ہونا ناممکن ہے صوفیائے کرام اور شارحین حدیث نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت سارے جہانوں کیلئے رحمت میں گناہگاروں کی بخشش کیلئے اللہ کی بارگاہ میں سب سے بڑا وسیلہ ہیں آپ جہاں

(۱) النساء، ۴: ۶۴

بھی ہوں مدینہ دور ہے لیکن مدینے والے کا فیض و رحمت آپ سے دور نہیں ہے۔

**اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ.**

یہ نبیِ (مکرّم ﷺ) مومنوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے زیادہ قریب اور حقدار ہیں۔

آپ سچی توبہ کی غرض سے صلوٰۃ التوبہ کے دو نفل پڑھیں تو قلب و روح کو بارگاہ ربی میں حاضر رکھتے ہوئے عاجز انکساری میں ڈوب کر موت کو قریب خیال کر کے قبر و قیامت کا خوف طاری کر کے گڑا گڑا کر مولا کریم کی بارگاہ میں معافی مانگیں ہو سکے تو حالت سجدہ میں چلے جائیں سجدہ میں گر جائیں خوب رو رو کر معافی طلب کریں اور حالت سجدہ میں ہی

**رَبَّنَا إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ، فَاعۡفُ عَنِّيۡ یَا غَفُوۡرُ، یَا غَفُوۡرُ، یَا غَفُوۡرُ.**

اے ہمارے پروردگار یقیناً تو درگزر فرمانے والا ہے اور درگزر کو پسند فرماتا ہے، ہم سے درگزر فرما، اے مغفرت فرمانے والے، اے مغفرت فرمانے والے، اے مغفرت فرمانے والے۔

کو بار بار دہرائیں پھر رب کریم کے حضور اس کے محبوب کریم نبی رحمت کا وسیلہ پیش کر کے توبہ و استغفار کریں۔

درج ذیل دعائے وسیلہ بھی اس دعا میں شامل کر لیں۔

**اَللّٰھُمَّ إِنِّيۡ أَسۡئَلُکَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَیۡکَ بِنَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ.**

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں نبی

رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے۔

طلب مغفرت، قرب، رضا، دیدار اور شفاعت خیال میں رکھتے ہوئے درخواست کرے۔

**يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ، يَا سَيِّدِنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ إِلَى رَبِّکَ فِي حَاجَتِيْ هَذِهِ لِتُقْضَى، اَللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ.**

اے نبی رحمت ﷺ، اے ہمارے سردار ﷺ، اے اللہ کے رسول ﷺ: میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہوں تاکہ پوری ہو۔ اے اللہ! میرے حق میں سرکار دوعالم ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔

یہ یقین رکھے کہ حضور نبی کریم ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ اللہ کی عطا کردہ طاقت و اذن سے میرے حالات سے باخبر ہیں اور نور نبوت سے ملاحظہ فرما رہے ہیں اور کرم کرتے ہوئے **وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ** (اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے) کا اعزاز نصیب ہونے سے میرے رب نے مجھے معاف کر دیا ہے، ہو سکے تو کچھ مالی صدقہ بھی کر دیں پھر بخشش و مغفرت طلب کرنے کا یہ سلسلہ روزانہ کی بنیاد پہ جاری رکھنا ہے بلکہ ان بابرکت ایام سے ہی بھرپور طریقے سے آغاز کر دیں۔

ہمارے آقا و مولیٰ حبیب خدا معصوم عن الخطاء چھوٹے، بڑے گناہوں سے پاک ہونے کے باوجود دن رات ستر ستر بار توبہ و استغفار کرتے تھے بلاشبہ آپ ﷺ کا یہ عمل امت کی تعلیم اور سنت قائم کرنے کیلئے تھا ورنہ آپ ﷺ کی ذات والا

صفات عظمتوں کی معراج پر فائز ہیں۔ آپ ﷺ تو آپ ﷺ ہیں جن کو ظاہری و باطنی حسی و معنوی اور جسمانی، روحانی لحاظ سے آپ ﷺ کے ساتھ کامل تعلق نصیب ہوا انہیں بھی ہر قسم کے گناہوں کی آلودگی و نجاست سے محفوظ کر دیا جاتا ہے اس لیئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا توبہ و استغفار صرف اور صرف اسی لیا تھا کہ مزید قرب و جمال کے مقامات تک رسائی حاصل ہو اور جمال الٰہی کے انوار کے وصول اور حصول کے بعد دیدار الٰہی سے مستشرف ہونے کے بعد توبہ و استغفار بارگاہ الٰہی میں انداز شکر بھی ہے۔

امتی اور نبی علیہ السلام کی توبہ و استغفار میں زمین و آسمان سے زیادہ فاصلہ ہے۔ نبی پاک کو اپنے جیسا سمجھنا اور نعوذ باللہ گناہ گار کہنا، لکھنا یہ منافقانہ سوچ ہے۔ آپ ﷺ کی طفیل اور شفاعت سے اللہ تعالیٰ گناہگاروں کو معاف فرما دیتا ہے۔ آج سے ہی ایک 100 بار خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَیْه.

چلتے پھرتے بار بار یہ الفاظ بھی دہراتے رہیں

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّيْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوْبُ إِلَیْهِ.

فرض نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھنے کی تو عادت ہی بنا لیں کیونکہ سرکار کائنات ﷺ نے جماعت کے بعد تین بار پڑھنے والے کیلئے بخشش کی خوش خبری دی اگرچہ اُس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں اور آیۃ الکرسی پڑھنے والے کے لئے جنت کے درمیان صرف موت کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح محفل برخاست ہونے پر یہ پڑھنا نہ بھولیں۔

سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِکَ، أَشۡھَدُ أَن لّا إِلَهَ إِلاَّ أَنۡتَ أَسۡتَغۡفِرُکَ وَأَتُوۡبُ إِلَیۡهِ.

وضو کے بعد شہادتین پڑھتے ہوئے یہ دعا بھی عرض کر دی جائے۔

أَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِي مِنَ التَّوَّابِیۡنَ وَاجۡعَلۡنِي مِنَ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ وَاجۡعَلۡنِي مِنۡ عِبَادِکَ الصَّالِحِیۡنَ.

اے اللہ مجھے توبہ کرنیوالوں، خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں اور اپنے نیکوکار بندوں میں سے بنا دے۔

نبی رحمت ﷺ نے جسم کے سارے اعضاء کے سارے گناہوں کی بخشش اور جنت کے آٹھوں دروازوں کے کھلنے کی نوید سنا رکھی ہے۔

الغرض توبہ و استغفار کثرت سے کرنے کی عادت اپنانی چاہیے اور عشرہ مغفرت میں ہی اس خوبصورت عمل کا آغاز کر دیں اور باقی دنوں میں جاری رکھیں۔ اس سے دل کا آئینہ صاف شفاف رہے گا، داغ دھبے اور زنگ سے محفوظ رہے گا۔ روحانی پاکیزگی نصیب ہونا شروع ہو جائے گی ظاہری اعضاء کو قول وفعل کے لحاظ سے گناہوں سے روکے رکھنے سے اور دل کو بری خواہشات اور برے خیالات و تصورات سے پاک رکھنے کی کوشش کرنے اور توبہ استغفار کرنے سے قلب و روح انوارِ جمال الٰہی کے وصول کرنے کے آہستہ آہستہ قابل ہونا شروع ہو جاتے ہیں لیکن باطنی طہارت اور پاکیزگی کو کاملیت اور دوام اس وقت ہی نصیب ہوتا ہے۔ جب اللہ کے فضل سے نائب رسول ﷺ ولی اللہ مرشد کامل کی تربیت، صحبت اور روحانی توجہ بھی حاصل ہوجائے

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

رات دن میں سید الاستغفار پڑھنا ہی سعادت سے کم نہیں۔

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُکَ وَأَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.

اگر مندرجہ بالا باتوں پر عمل کر رہے ہیں تو یقیناً توبہ کی قبولیت کی شرائط پوری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ابھی اک اہم شرط باقی ہے وہ یہ ہے کہ جہاں اطاعت وفرمانبرداری میں کمی ہوئی یا نافرمانی ہوئی یا دوسرے بندوں کے ساتھ ظلم ہوا مال جائیداد غصب کرنا یا کوئی فراڈ دھوکا ہوا وغیرہ وغیرہ آئندہ ایسا نہ کرنے کا پختہ عزم کرنے کے ساتھ ساتھ ازالہ بھی کرنا ہے۔ فرائض میں کوتاہی ہوئی پوری کرے، نماز، روزہ کی قضا شروع کرے، زکوٰۃ بنتی ہے تو دے، حج کرے، مال واپس کرے، زمین پر قبضہ کیا تو واپس کرے، مظلوم سے معافی مانگے۔

غرضیکہ ہر ممکن طریقے سے ازالہ کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف فرما دیتا ہے لیکن بندوں کے حقوق کی معافی بندوں کی معافی سے مشروط ہے۔ لہٰذا سستی اور کاہلی سے بچتے ہوئے ہر ممکن طریقے اپنائیں اور اپنے آپ کو سرخرو کرنے کی پوری جدوجہد کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی عرض کرتے رہیں کہ وہ دستگیری فرمائے اور خاص فضل و رحمت سے ازالہ کرے اور

توبہ کی قبولیت نصیب کرے، کیونکہ توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان خوش نصیبوں میں شامل فرما لے جن کی توبہ و استغفار قبول کر لی جاتی ہے اور اپنی دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل کر لیں۔

**اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ عِبَادِکَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ وَاجْعَلْنِي مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ بِحَقِّ طٰہٰ، یٰس یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ.**

اے اللہ طٰہٰ اور یٰس کے طفیل مجھے اپنی مغفرت کے طلب گار اور صالح بندوں میں سے بنا دے۔ اے تمام جہانوں کے پروردگار۔

روزہ کا سب سے بڑا مقصد تقویٰ ہے۔ قلب و روح کو ہر قسم کی آلودگی اور آلائش سے پاک کرنے کی خوبصورت مشق روزے سے ہوتی ہے۔ دینی زندگی میں صدقہ و خیرات کی اہمیت و افادیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اسلام نے باہم ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے پورا نظام دیا۔ متقین کی نشانیوں میں یہ بھی ہے کہ

**وَمِمَّا رَزَقْنٰـھُمْ یُنْفِقُوْنَo**

اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (ہماری راہ) میں خرچ کرتے ہیں۔

جو بھی نعمتیں بارگاہ ایزدی سے نصیب ہوں مال و دولت ہو، علم و معرفت، پرہیزگار لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کیلئے ان نعمتوں کو ان لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں جو ان نعمتوں سے محروم ہیں۔ غربت افلاس کی وجہ سے زندگی کا سفر جن کیلئے انتہائی مشکل ہے اور معاشرے میں وہ کوئی اہم کردار ادا کرنے سے بھی عاری

نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت جن لوگوں کو دنیاوی دولت سے محروم رکھا ہے۔ ان کیلئے دولت مندوں کے مال و دولت میں حصہ مقرر کردیا ہے۔ ارشاد فرمایا گیا:

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ.

اور زکوٰۃ دیا کرو۔

زکوٰۃ صاحب نصاب پر فرض ہے۔ امراء کیلئے مستحقین تک زکوٰۃ پہنچانا ضروری ہے۔ انہیں تلاش کر کے انہیں دینا ان پر کوئی احسان نہیں ہوگا بلکہ یہ ان کی مہربانی ہوگی کہ ان کے ذریعے فرض کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ ہر صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے صاحب نصاب سے مراد یہ ہے کہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی ضروریات زندگی سے زیادہ ہو اور ضروریات زندگی سے مراد رہائشی مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، نوکر، سواری، ہتھیار، اہل علم کیلئے کتابیں وغیرہ ہیں یعنی وہ تمام اشیاء جو آرام دہ زندگی کیلئے ضروری ہوں یا جو مقام اور وقت کے مطابق شامل ہو جائیں وہ بھی اسی زمرہ میں آئیں گی۔

اور زائد مال و دولت جس پر سال بھی گزر جائے 100 پر اڑھائی پونڈز زکوۃ دینا فرض ہوگی۔ یہ مال اللہ کا ہی دیا ہوا ہے اور اسی میں سے دینا ہے۔غفلت اور بخل کر کے نہ دینا دنیا آخرت کی رسوائی ہے۔ زکوٰۃ پوری پوری دینا ہے، کیونکہ اس میں ایک پائی کی کمی بھی معاف نہیں ہوگی۔ جس مال سے نہ دی جائے وہ مال قیامت کے دن وبال بن جائے گا۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو

> اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہ دی تو قیامت کے روز اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی، جس کے سر پر دو سیاہ نشان ہوں گے۔ قیامت کے روز اُسے اُس کا طوق پہنایا جائے گا، پھر وہ اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا، پھر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔۔۔۔‘‘(۱)

اگر غیر مستحقین کو زکوۃ دی جائے پھر بھی ادا نہیں ہوتی۔ بدعقیدگی اور بے ادبی کو رواج دینے والے اور سلف صالحین کی تعلیمات سے روگردانی کرتے ہوئے خود ساختہ سوچ وفکر کو اسلام کے روپ میں پھیلا کر انتہا پسندی اور دہشت گرد پیدا کرنے والے ادارے اور تنظیموں کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ صحیح ادا نہیں ہو گی۔ بلکہ ثواب کے بجائے گناہ کا ارتکاب کریں گے کہ آپ ان لوگوں کے سہولت کار اور sporter بن گئے ہیں، جو بے قصور لوگوں کو قتل کر کے دنیا میں فساد پھیلا رہے ہیں اور لوگوں کے دلوں سے محبت اور ادب رسول ﷺ کے نور کی شمع بجھانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

دین اسلام میں صدقہ وخیرات کے ذریعے دنیاوی مال کی محبت کو کم کرنے اور حرص، طمع اور بخل جیسی خطرناک روحانی بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے اور معاشرے کے مفلوک الحال غریب، بیماری، ضرورت مند لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس لیے ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ نے روزوں کی زکوٰۃ کے طور پر بھی اپنے غلاموں پر فطرانہ واجب کیا ہے۔

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، ۲:۵۰۸، رقم: ۱۳۳۸۔

''حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو فرض فرمایا جو روزہ داروں کی لغویات اور بیہودہ باتوں سے پاکی ہے اور غریبوں کی پرورش کے لیے ہے۔ جس نے نماز عید سے پہلے اسے ادا کیا تو یہ مقبول زکوٰۃ ہے اور جس نے اسے نماز عید کے بعد ادا کیا تو یہ دوسرے صدقات کی طرح ایک صدقہ ہوگا۔''(۱)

چنانچہ اس کے ذریعے روزوں میں کمی بیشی پوری ہو جاتی ہے۔ یہ بھی صاحب نصاب پر بھی واجب ہے مال پر سال کا گزرنا ضروری نہیں عید کے دن بھی جو بچہ یا بچی دنیا میں آئے اس کے فطرہ کی ادائیگی گھر کے سربراہ پہ ضروری ہے جس طرح گھر کے دوسرے افراد کی صدقہ فطر کی مقدار

| | |
|---|---|
| گندم و انگور کی جنس | سوا دو سیر کی مقدار |
| دیگر اجناس | چار سیر کی مقدار |

ان اشیاء کی مقدار کی موجودہ قیمت کے مطابق صدقہ فطر ادا کرنا افضل ہے۔

انسان فطرتی طور پہ مال سے محبت کرتا ہے اور ایمانی حلاوت کیلئے سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ضروری ہے۔ صدقہ و خیرات کے ذریعے بندہ مومن کو یہ عظیم لافانی نعمت میسر آتی ہے۔ رمضان المبارک چونکہ

(۱) ۱۔ أبو داود، السنن، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر، ۲: ۱۱۱، رقم: ۱۶۰۹

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر، ۱: ۵۸۵، رقم: ۱۸۲۷

غمگساری و ہمدردی کا مہینہ ہے اور امت مسلمہ اجتماعی طور پر فقراء و غرباء کے ساتھ ہمدردی کا خوبصورت مظاہرہ کرتی ہے ایسا کیوں نہ کرے خود سرور کائنات ویسے تو سارا سال ہی سخاوت کے دریا بہاتے اور تیز ہوا کی طرح جود و عطا جوبن پر ہوتی لیکن عام مہینوں کی نسبت اس ماہ سعید میں صدقہ و خیرات کثرت سے کیا کرتے تھے۔ دوسروں کو کھانا کھلانا اور ننگوں کو کپڑے پہنانا آپ ﷺ کے خلق عظیم میں شامل ہے۔ ماہ رمضان المبارک میں امت کی صفیں سخاوت کے نور سے اس لئے روشن رہتی ہیں کہ ان کے آقا و مولیٰ نے اس عظیم نیکی میں مزید نیکیاں کمانے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

**مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا.** (۱)

جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا اس کے لیے اس کی مثل ثواب ہے، اس کے بغیر کہ روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی ہو۔

عرض کیا گیا ہم میں سے ہر کوئی مالدار نہیں کہ وہ اپنے مال سے روزہ افطار کروائے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

**يُعْطِي اللهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ أَوْ مَذْقَةِ لَبَنٍ.**

---

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء في فضل من فطر صائما، ۳: ۱۷۱، رقم: ۸۰۷

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الصوم، باب في ثواب من فطر صائما، ۱: ۵۵۵، رقم: ۱۷۴۶

یہ ثواب اللہ تعالیٰ ایک کھجور کھلانے یا پانی پلانے یا دودھ کا ایک گھونٹ پلا کر افطاری کرانے والے کو بھی دے دیتا ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ. (۱)

جو شخص اس مہینے میں اپنے ملازم پر تخفیف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے اور اسے دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ رمضان شریف کے رات دنوں میں مالک الملک کی رضا او رمحبت کے لئے اس کی راہ میں مال خرچ کرنے اور دوسروں سے غم خواری اور ہمدردی کرنے کے جذبے کے ساتھ اپنی خانگی زندگی کو خوش گوار بنانے کا آغاز کریں۔

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

## تیسرا عشرہ

تیسرا عشرہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔ اس کے سایہ فگن ہوتے ہی ایمانی حلاوت رکھنے والے وہ روزہ دار جو محبت کے ساتھ رحمت و مغفرت کے دروازے سے گزر کر ان لمحات میں پہنچتے ہیں جن میں جہنم سے رہائی کے مژدے سنائے جاتے ہیں۔ ان کے اندر کے ایمانی احساسات ان کو یقین دلا رہے ہوتے ہیں کہ جس رب

(۱) ۱۔ ابن خزیمه، الصحیح، ۳: ۱۹۱، رقم: ۱۸۸۷
۲۔ بیهقی، شعب الإیمان، ۳: ۳۰۵، رقم: ۳۶۰۹

کریم نے زندگی اتنی طویل کی کہ ایک بار پھر

اَللّٰھُمَّ أَجِرْنَا مِنَ النَّارِ.

کی فریاد ان خاص دنوں میں نصیب ہو رہی ہے تا کہ اس کی بارگاہ میں سچی توبہ کرتے ہوئے ان سب برے کاموں اور کرتوتوں سے باز رہنے کا تہیہ کریں۔ ماہ رمضان کے ان آخری دنوں میں اپنے والدین، رشتہ دار اور سارے مسلمانوں کے لئے جہنم کے عذاب سے پناہ کی دعائیں مانگتے رہیں۔ نبی کریم کے صدقے مولا کریم اپنے محبوب ﷺ کے امتیوں کو یہ موقع اور دن خود اپنے کرم سے عطا فرماتا ہے۔

درحقیقت ماہ رمضان اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کی عمل کی کوتاہیوں کو پورا کر کے اپنے فضل و کرم سے دوزخ سے بچانے کا بہانہ ہے۔

رحمت حق بہانہ می جوید، بہا نمی جوید۔

رمضان المبارک کا آخری عشرہ دعاؤں کی کثرت سے ادائیگی کا تقاضہ کرتا ہے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ، اے غالب، اے بخشنے والے، اے سارے جہانوں کے پالنے والے۔

اور

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَعَذَابِکَ وَغَضَبِکَ وَمِنْ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْمِیْزَانِ.

اے اللہ بے شک ہم تجھ سے تیری ناراضگی، تیرے عذاب، تیرے غضب، موت کی سختیاں، قبر اور میزان کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

## شب قدر کی تلاش

اسی عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر ہے، جو محبوب کریم ﷺ کو عطا ہی اس لئے کی گئی تاکہ محبوب ﷺ کی امت کی عمر اور عمل کی جو کمی ہے اس کو دور کیا جائے۔ شب قدر میں ہی نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس رات کے دامن میں اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی قدر و منزلت والی کتاب بڑی قدر و منزلت والے رسول پر نازل فرمائی۔ اب جو حالت ایمان اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کرے اس کے بھی سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

یہی تو وہ رات ہے جس میں جبریل امین اور کثیر تعداد میں فرشتے امت کی صفوں میں نازل ہو کر عبادت کرنے والوں میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔ غروب آفتاب کے ساتھ ہی بخشش و سلامتی کے نزول کے سلسلے شروع ہو جاتے ہیں۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں (اور ایک روایت میں ہے

کہ رمضان کی آخری سات طاق راتوں) میں تلاش کیا کرو۔‘‘[۱]

حکمت کے پیشِ نظر اس کو ظاہر نہیں کیا گیا۔ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ ویں شب رمضان المبارک میں سے کوئی ایک رات ہے تاکہ اہل ایمان صرف ایک رات پہ ہی اکتفاء نہ کریں بلکہ کم از کم بابرکت مہینے کی پانچ راتیں تو جاگ کر اپنے رب کو منانے لئے عبادت میں گزاریں۔ البتہ جمہور علماء کے نزدیک رمضان کی ستائیسویں رات شب قدر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتی ہیں: یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھے شب قدر نصیب ہو جائے تو میں اُس میں کون سی دعا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ دعا مانگنا

اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ عُفُوٌّ کَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي.[۲]

اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، عفو و درگزر کو پسند فرماتا ہے سو مجھے بھی معاف فرما دے۔

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب صلاۃ التراویح، باب تحري ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر، ۲: ۷۱۰، رقم: ۱۹۱۳
۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها وبيان محلها وأرجى أوقات طلبها، ۲: ۸۲۳، رقم: ۱۱۶۵/ ۱۱۶۹

(۲) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب الدعوات، باب: (۸۵)، ۵: ۵۳۴، رقم: ۳۵۱۳
۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الدعاء، باب الدعاء بالعفو والعافية، ۲: ۱۲۶۵، رقم: ۳۸۵۰

## اعتکاف

حضور تاجدارِ کائنات ﷺ کو جب مطلع کر دیا گیا کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے تو پھر آپ ﷺ بڑی باقاعدگی کے ساتھ مسجد نبوی میں اعتکاف فرماتے رہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.** (۱)

حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

اعتکاف کا لفظ عکوفاً سے مشتق ہے عکوف کہتے ہیں اپنے آپ کو پابند کرنا، روک لینا شرعی اعتبار سے اپنے آپ کو مقرر وقت تک عبادت کی خاطر مسجد میں روک لینے کو اعتکاف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اعتکاف بڑی پرانی عبادت ہے نہایت منفرد بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی پسندیدہ بھی۔ مخلوق سے کچھ وقت کے لئے رابطہ توڑ کے رب ذوالجلال کی طرف متوجہ ہونا ہے اور اُس کے قرب و رضا کے لئے اُس جگہ پر جا کر بیٹھنا ہے۔ یعنی مسجد

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف في العشر الأواخر والاعتکاف في المساجد، ۲: ۷۱۳، رقم: ۱۹۲۲
۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الأواخر من رمضان، ۲: ۸۳۱، رقم: ۱۱۷۲

میں جو اُسکو سب جگہوں سے زیادہ پسند ہے۔ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ رمضان المبارک میں اعتکاف کرنے کا سب سے بڑا مقصد شب قدر کی تلاش ہے اور معتکف تو اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لئے پہلے ہی سے اپنے مولا کے حضور دھرنا دیئے ہوئے ہے اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے اللہ کی بارگاہ سے جو اعتکاف کرنے والے کو مزید اعزاز عطا ہوتے ہیں ان کا ذکر یوں فرمایا ہے، حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا:

هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوْبَ، وَيُجْرٰى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا.(۱)

وہ اپنے آپ کو گناہ سے روک دیتا ہے اور معتکف کے لئے اس شخص کی طرح نیکیاں لکھی جاتی ہیں جس نے تمام (عمر) نیکیاں ہی کی ہوں۔

(امام زین العابدین) حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے والدگرامی (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِعْتَكَافُ عَشْرٍ فِي رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ.(۲)

رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف کرنا دو حج اور دو عمرہ کے ثواب کے

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الصيام، باب في ثواب الاعتکاف، ۱: ۵۶۷، رقم: ۱۷۸۱
۲۔ دیلمی، مسند الفردوس، ۴: ۲۰۷، رقم: ۲۶۳۲

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۳: ۱۲۸، رقم: ۲۸۸۸
۲۔ بیہقی، شعب الإيمان، ۳: ۴۲۵، رقم: ۳۹۶۶۔۳۹۶۷

برابر ہے۔

غریب نہ سمجھیں کہ امیر تو جا کر عمرہ اور حج کرتے ہیں۔ ہم تو پیچھے رہ گئے۔ اسلام کہتا ہے کہ آپ محلے کے اندر مسجد میں نبی ﷺ کی سنت ادا کرنے کے لیے بیٹھ جائیں تو دو حج اور دو عمرے کا ثواب مل جائے گا۔ نہ خرچ نہ سفر اور نہ ہی تھکاوٹ اتنا بڑا ثواب دیا جا رہا ہے سارے مالدار ہی تو ہر وقت اتنی آسانی سے حرمین شرفین نہیں پہنچ پاتے، صاف ظاہر ہے جس عبادت کی وجہ سے دو حج اور دو عمرے ادا کرنے کا ثواب دیا جارہا ہے اُس کے آداب بھی ہوں گے، کچھ تقاضے بھی ہوں گے، کچھ شرائط بھی ہوں گی اور اس کی تکمیل کے لئے شریعت نے کچھ ضابطے بھی مقرر کیے ہوں گے۔

سب سے پہلے ایک معتکف اللہ تعالیٰ سے کمٹمنٹ کر کے اُس کے گھر میں بیٹھتا ہے کہ میں تیری رضا کے لئے اعتکاف کروں گا۔ اگر وہ دورانِ قیام اپنا مقصد ہی بھول جائے۔فضول باتوں میں وقت ضائع کرے صفائی ستھرائی کا بھی خیال نہ کرے۔مسجد کے آداب کوملحوظ خاط نہ رکھے، شب قدر پانے کے اعزاز کا بھی جذبہ موجود نہ ہو۔ اعتکاف کے دوران جو پابندیاں ہیں اُن کا بھی خیال نہ کرے۔ معاذ اللہ ایک رواج کے طور پر وقت گزارتا رہے۔تو اسے کیا حاصل ہوگا؟ ہمارا اعتکاف بیٹھنا دو حج، اور دو عمرے کا ثواب دلانے کے قابل ہے کہ اس کے برعکس مزید گناہوں میں اضافہ کا باعث ہے، دورانِ اعتکاف حاجت شرعی اور حاجت طبعی کو پورا کرنے کی اجازت ہے کیونکہ ان کے بغیر گزارہ نہیں ہوتا۔ پیشاب وغیرہ کے لئے جانا۔غسل کرنا فرض ہو جائے تو غسل کرنا لیکن صرف تازگی اور گرمی کو دور کرنے کے لئے بار بار غسل کرنے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ دوسرے یا تیسرے

دن جسم کو بدبو سے بچانے کے لئے غسل کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ طبعی ضرورت ہوتی ہے اگر معتکف سگریٹ نوشی کے لئے مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ ٹوٹیوں، لیٹرین غرض کہ جوتوں والی جگہ پر بھی کسی نے سگریٹ نوشی کی تو پھر بھی سنت اعتکاف کے ثواب سے محروم ہو جائے گا۔ بہتر ہے رمضان کی برکت سے اس جیسے دوسرے بدبودار اور نقصان دہ نشہ سے بھی جان چھڑائی جائے۔

مسجد میں بھی خیمہ میں اعتکاف بیٹھنا ہی نبی ﷺ کی سنت ہے تا کہ اس تنہائی سے اگلے گھر میں قبر کی تنہائی یاد آئے۔ اور مراقبہ، خلوت نشینی کے انوار و کیفیات سے بھی فیض یاب ہو۔ اور من کو نفسانی آلائشوں سے پاک کرنے کی کوشش کرے۔

معتکف حضرات کا اللہ کی یاد میں مستغرق رہنے کا نام ہی اعتکاف ہے۔ اگر یہاں بھی میلے کا سامان قائم کرنا ہے۔

میٹنگز اور گپ شپ ہی کرنا ہے اور موبائل فون کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے خبریں سنتے ہوئے اور پھر اُن پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ دن گذارنے ہیں تو پھر ماں باپ، بیوی بچوں اور دوستوں سے الگ ہو کر یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے۔

حالانکہ ایک روایت کے مطابق مسجد میں باتیں کرنے سے قبر کے اندھیرے میں اضافہ ہوتا ہے اور دنیاوی باتیں کرنے سے نیکیاں ضائع کر دی جاتی ہیں۔

تلاوت قرآن ترجمہ قرآن، دیگر دینی کتب کا مطالعہ اور ذکر اذکار کریں درود وسلام کی روزانہ ایک خاص تعداد مختص کریں تا کہ زیادہ سے زیادہ نبی کریم ﷺ

کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پیش کرسکیں۔ بری عادات اور خصلتوں کو ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کی بھر پور پریکٹس کریں۔ نماز کے فرائض کے ساتھ ساتھ سنت اور نوافل بھی ادا کریں اس کے علاوہ اوابین، تہجد، تحیۃ الوضو، اور تحیۃ المسجد، اشراق اور چاشت کے نوافل بھی بھرپور طریقے سے ادا کرتے رہیں۔ کیونکہ نوافل کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کا قرب اور محبت نصیب ہوتی ہے۔ پھر استقامت کے ساتھ ذوقِ عبادت بعد میں بھی جاری رہنا چاہیے اور آنے والے رمضان شریف تک اسی نور و سرور کی کیفیات میں زندگی گزرے۔

رمضان المبارک جہاں رحمتوں اور برکتوں کے حصول کا مہینہ ہے وہاں اس کے ذریعے ایمان والوں کی تربیت اور اعتقاد کی آزمائش کرنا بھی مقصود ہوتی ہے۔ کیونکہ ماہ سعید کے معمولات میں تعمیر انسانیت کی ساری جلوہ سامانیاں موجود ہیں۔

## انتہا پسندی ایک خارجی تحریک ہے

یہ فتنوں کا دور ہے۔ بارش کے قطروں کی طرح فتنے نمودار ہو رہے ہیں۔ من گھڑت عقائد، جذبات اور خیالات کو دین اسلام کا روپ دے کر پیش کیا جارہا ہے۔ وہ عقائد و معمولات جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں، صحابہ و اہل بیت سے لے کر صدیوں سے علماء ربانین اور صالحین جو قران و حدیث سے ثابت ہیں اور صدیوں سے علماء ربانین اور صالحین اُمت اُن پر عمل پیرا رہے اور آج بھی اُمت کی کثرت ان فطرتی عقائد و معمولات کو اپنائے ہوئے ہے۔ اُن سے دور رکھنے کی بھرپور شازش کی جارہی ہے۔ قرآن کی آیت کا کچھ حصہ پیش کیا جاتا ہے یا ایک آیت اور دیگر آیات کو نظر انداز کر کے اپنی مرضی کا مفہوم پیش کر کے نوجوانوں کو

انتہاء پسند اور دہشت گرد بننے کا رجحان دیا جاتا ہے۔ اور اُسے یہ باور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ساری اُمت نعوذ باللہ بدعتی اور مشرک ہوگئی ہے ان کے خلاف جہاد ضروری ہو گیا ہے۔ اس بھیانک فکر کو عام کرنے کے لیے باطل طاغوتی قوتیں بھی ایسے افراد اداروں اور تنظیموں کی مدد کرتی ہیں تاکہ امت مسلمہ اختلافات اور انتشار کا شکار ہو۔ باہم دست و گریبان ہو کر ہر ایک اپنے نظریے کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کو کافر اور مشرک خیال کرے اور یوں مسلمانوں کی صفوں میں فرقہ کے نام پر بھی قتل و غارت ہو۔

آپ بھی جانتے ہیں گذشتہ ڈیڑھ صدی سے اُمت کے دلوں سے محبت رسول ﷺ اور ادب رسول ﷺ اور عظمت رسول ﷺ کے نور کے ختم کرنے کی تحریک جاری ہے کبھی کارٹون، کہیں گستاخانہ عبارات اور کبھی سوشل میڈیا کے ذریعے بے ادب جملوں کے ساتھ نبی پاک کی عزت و ناموس پر حملے و دیگر پاکان امت کی توہین کی جاتی ہے۔ یہ ان نابکار و نامراد لوگوں کا آئے روز کا مشغلہ ہے۔

لیکن جو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت و ادب کو ایمان سمجھتے ہیں اور ایمان ہی کو سب سے بڑی دولت یقین کرتے ہوئے فانی زندگی گزارنے میں مصروف ہیں اُن کے لیے یہ سب سے بڑا مسئلہ اور آزمائش ہے ایسے وقت میں ایمان کے ساتھ جینا اور مرنا بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور یہ سب سے بڑی کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہر وقت اور ہر ممکن مسلسل جدوجہد کرنا ہی جہاد اکبر ہے۔ نفس و شیطان اور اس کی ذریت سے مرتے دم تک مقابلہ ہے۔ اس جہاد میں استقامت کے ساتھ راہِ مستقیم پہ قائم رہنے والے ہی حقیقی مومن ہیں اور جو سلف صالحین کی راہ کو چھوڑ دیتے

ہیں۔ بے ادبی اور گستاخی کی سوچ اپنا لیتے ہیں وہ نفاق کی مرضی میں مبتلا ہو کر مردود ہو کر مرتے ہیں۔ اس لیے ماہ صیام کے ان تقدیر ساز رات دن میں ایمان کی سلامتی کی دعائیں مانگنا نہ بھولیں۔ سارے اعمال وعبادات کی قبولیت کا دارومداد ایمان پر ہے اور ایمان کا دارومدار صحیح عقائد پر ہے۔ اگر نیک عمل تو ہو لیکن بدعقیدہ ہو تو نیکیوں میں شمار نہیں ہوتا۔ صحیح العقیدہ تو ہو لیکن بدعمل ہو تو پھر بھی نیک بندوں میں اس کا شمار نہیں ہو گا۔ مفسرین کا قول اس کی تائید کرتا ہے۔

**أن يكون صالحاً في الاعتقاد وعمله.**

کہ وہ عقیدے اور عمل میں نیک ہو۔

لیکن یہ یاد رہے کہ بدعقیدگی بے ایمان کر دیتی ہے اور بدعملی گناہ گار کر دیتی ہے۔ فضل و رحمت سے گناہ گار بخش دیئے جائیں گے اور بے ایمان دوزخ کا ایندھن بنائے جائیں گے۔

اس لیے کسی تحریر یا کسی تقریر سے ایسی بے ادب سوچ و فکر کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیں جو صادقین اور ماقبل ہدایت یافتہ صالحین سے ہٹی ہوئی ہو اور جس بدفکری سے توہین گستاخی کی بُو بھی آ رہی ہو۔ ہر لمحہ اور لحظہ اس سے اپنے آپ کو بچائیں۔ کوئی سکالر کے روپ یا پیر بن کر یا دوست بن کر ایسی بدعقیدگی کی طرف لانے کی کوشش کر رہا ہو اس سے دامن چھڑائیں اور اپنا ایمان بچائیں کیونکہ ہم نے کسی مولوی اور پیر کا کلمہ نہیں پڑھا ہم نے اللہ اور اس کے رسول کا کلمہ پڑھا ہے اور اپنے اعمال اور عقیدہ کی پاسداری ہمارے لئے ضروری ہے۔

قرآن و حدیث نے صراط مستقیم کو پر ہدایت یافتہ کے نقوش کو قرار دیا

ہے۔ اس لیے نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَO صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ "ہمیں سیدھا راستہ دکھاO اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اِنعام فرمایاO" پڑھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت عظام اور صلحاء، مقبولان بارگاہ کے عقائد اور اعمال کو اپنانا ہی سچائی کی علامت ہے ورنہ ندامت ہی ندامت ہے۔ کیونکہ سلف صالحین کے ذریعے تو قرآن و حدیث ہم تک پہنچا ہے۔ ہمیں اُن ہی کی زندگیوں کے احوال سے حق کی آ گہی حاصل ہوئی۔ اس لئے ان محسنین کا ذکر کرنا ہماری ذمہ داری ہے جبکہ فی زمانہ یہ سازش کی جارہی ہے کہ آنے والی نسل کو سلف صالحین جو علم و حکمت تقویٰ و طہارت اور رشد و ہدایت کے مینار کی حیثیت رکھتے ہیں سے ناواقف رکھا جائے نوجوان نسل کے دلوں سے اُن کی عظمت اور اہمیت ختم کر دی جائے۔ اور پچھلی ڈیڑھ صدی کے وہ نام نہاد سکالرز جو ان من گھڑت عقائد اور خود ساختہ باطل تعلیمات، جو کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات اور علماء ربانی اور صالحین اُمت کی توضیحات کے برعکس ہیں۔ تشہیر و تبلیغ کرنے میں رات دن ایک کئے ہوئے ہیں۔

یہ سکالرز قرآن و حدیث کی بعض آیات اور بعض احادیث کا ایسا مفہوم و مطلب بیان کرتے ہیں جو پچھلی پندرہ صدیوں میں کسی نے نہیں کیا ہوتا۔ یہ اپنی بد فکری اور بدعقیدگی کو اسلامی تعلیمات کا رنگ دے کر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر وہ عقائد و معمولات جن پر صحابہ و اہل بیت سے لے کر ہمیشہ سے صالحین اُمت میں مستند اور معتمد ہو کر عمل پیرا رہے انہیں شرک، بدعت قرار دے رہے ہیں

یوں وہ فرقہ واریت کی آگ پھیلاتے رہتے ہیں۔قتل و غارت اور فتنہ وفساد کو جہاد سے تعبیر کرتے ہیں اپنے علاوہ سب مسلمانوں کو کافر ومشرک خیال کر کے اُن ہی پہ خودکش حملہ سے بھی باز نہیں آتے۔ اس بد فکر سوچ نے اسلامی ممالک میں ایسی آگ پھیلا دی ہے کہ اس جلائی ہوئی آگ سے سب مسلمانوں کی زندگیاں خطرہ میں ہیں، جان مال عزت و آبرو کی حفاظت مشکل ہوتی جا رہی ہے۔ یہاں مغرب میں چونکہ قانون کی عملداری ہے حکومت کی پالیسی اور یہاں کی پولیس مکمل طور پر ہماری حفاظت کرتی ہے اس کے باوجود ری ایکشن کے طور پر مسلمانوں پر حملے ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ بچے، بچیاں اپنے آپ کو یونیورسٹیز اور کالجز میں کام سے آتے جاتے ہوئے غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔

آنکھیں بند کرنے سے بھی یہ خطرہ ٹلنے والا نہیں علماء حق کا فرض ہے کہ تحریر اور تقریر کے ذریعے ان باطل نظریات کی تردید کرتے رہیں۔

اسلام کے خلاف عالمی سازش کے تحت اغیار اور غیر اسلامی سوچ نے ان تنظیموں اور اداروں کو خوب سپورٹ کیا جس کی وجہ سے اس مائینڈ سیٹ کے لوگ اب دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں اور بے اتفاقی اور بدامنی پھیلانے میں مصروف ہیں۔

ہمیں ایسی فکر وعقیدہ کی طرف بالکل توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن ہمیں ماقبل ہدایت یافتہ صالحین اور اولیائے کاملین انعام یافتہ لوگوں کی راہ پر قائم رہنے کا پابند کرتا ہے۔ اُن کے عقائد ومعمولات کے مطابق رہنے کے لئے ہم پانچوں نمازوں میں دعائیں مانگتے ہیں۔

نفاق کے ذریعے مسلم اُمہ نے جو نقصان اٹھاتے ہوئے وہ بھی روزِ روشن

کی طرح عیاں ہیں۔صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں اُن احادیث پر بھی توجہ کی ضرورت ہے جن میں نبی آخر زمان ﷺ فتنہ خوارج کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں ان کا مسلمانوں کو کافر ومشرک کہہ کے قتل کرنے کے حال بھی بیان کیا ہے۔ ان ہی کو بھیڑیے اور جہنمی کتوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہاں تک وضاحت کر دی گئی کہ ان کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازیں کم سمجھو گے وہ بہت زیادہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔میٹھی میٹھی باتیں کریں گے لیکن دل سخت ہوں گے۔

پھر احادیث میں امت کے 73 فرقوں میں تقسیم ہونے اور 72 کا جہنم میں جانے کا اعلان بھی موجود ہے۔

''حضرت انس بن مالک ﷺ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً بنی اسرائیل اکہتّر (۷۱) فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت یقیناً بہتّر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ وہ سب کے سب دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے اور وہ جماعت ہے۔''(۱)

یہ تلخ زمینی حقائق ہیں۔ ہم ایسے ہی دور میں زندگی گزار رہے ہیں وہ تمام فرقے فیلڈ میں موجود ہیں۔ یہ ایمانی سوداگر اپنے ایجنٹس کے ذریعے لوگوں کے ایمان کے سودے کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ سوشل میڈیا سے آناً فاناً یہ بدعقیدگی ساری دنیا میں پھیلتی جا رہی ہے۔آپ ﷺ کا فرمان یقیناً اسی دور کے لئے

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الفتن، باب افتراق الأمم، ۲: ۱۳۲۲، رقم: ۳۹۹۱۔ ۳۹۹۳

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۵، رقم: ۱۲۵۰۱

تھا کہ لوگ رات مسلمان ہوں گے تو صبح کافر ہوں گے۔

یہ 72 فرقے ایک ایجنڈے پہ گامزن ہیں کہ لوگوں کے دلوں سے روحِ محمد ﷺ کو نکالا جائے، اس لیے ہر وہ عمل و عقیدہ جس میں آقائے دو عالم ﷺ کی عظمت و شان کا اظہار ہو ان کے ایجنٹس اس عقیدے اور عمل کو مشرک و بدعت کہنے میں متحد ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور سلف صالحین سے ثابت شدہ ہیں۔

اس لئے ہر راسخ العقیدہ مسلمان کو اسلامی صحیح فکر کو عام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، امن و رحمت کا وہ پیغام جو نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ سے ملا ہے اُسے دوام دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات میں واحد لاشریک جانتے مانتے ہوئے رب کریم کی محبت و معرفت کے حصول کے لئے آگے بڑھنا چاہیے۔ تاجدارِ ختم نبوت ﷺ سے عشق و ادب کے علمبردار بن کر غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے آپ ﷺ کی سیرت و کردار کے نور سے اپنے آپ کو اور پھر ساری کائنات کو روشن کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ تمام برگزیدہ ہستیاں انبیاء علیہم السلام و مرسلین اور امام المرسلین ﷺ، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، اولیائے کاملین جن کی عظمت و شان کے قصیدے قرآن و حدیث میں موجود ہیں اُن سب کا ادب و احترام دل و جان سے کرنا چاہیے اور اُن کی توہین و تنقیص سے ہرصورت بچنا چاہیے اور جو مسالک یا عام انسان اور جماعت ان محبوب و مقبول ہستیوں کی بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کریں اُن سے بھی فوراً دور ہو جائیں۔ تاکہ ایمان اور ایمانی حلاوت کا نور سلامت رہے۔

ارشادِ خداوندی ہے

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. (۱)

تو یاد آنے کے بعد تم (کبھی بھی) ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھا کرو○

صحبت صالح ترا صالح کنند

صحبتِ طالع ترا طالع کنند

ان بد نیت لوگوں کی وجہ سے اسلام کی صاف و شفاف نورانی چادر پر وحشت و دہشت کا دھبہ، داغ لگانے کی کوشش ہو رہی ہے اسے ناکام کیا جائے ارو نبی دو عالم ﷺ کے امن، محبت کے آفاقی پیغام کو عام کیا جائے۔

اُمت کی صفوں میں جاری رہنے والا ایک خوبصورت عمل ایصال ثواب جسے قرآن مجید اور احادیث میں بیان بھی کیا گیا ہے کہ زندہ کے اس عمل سے جہاں نیکوکاروں کے درجے بلند ہوتے ہیں وہاں گنہگاروں کو ثواب کی وجہ سے عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہر نماز پڑھنے والا نمازی بھی یہ دعا مانگتا ہے ۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ○ (۲)

اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو (بخش دے) اور دیگر سب مومنوں کو بھی، جس دن حساب قائم ہوگا○

ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا یہ عمل پہلی اُمتوں میں بھی جاری رہا۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ

(۱) الانعام، ۶: ۶۸

(۲) ابراہیم، ۱۴: ۴۱

سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ.(۱)

اور وہ لوگ (بھی) جو اُن (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے۔

دیگر اعمال کی طرح یہ عمل اُمت میں ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔ اور اب کثرت سے ماقبل اکابرین اسلام کے حضور اور پھر اپنے اپنے رشتہ دار احباب کے لئے صدقہ خیرات، کلام الٰہی کی تلاوت، ذکر اذکار اور درود وسلام پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہیں، عُرس، برسی، ختم، چالیسواں وغیرہ ایصالِ ثواب کی مختلف شکلیں ہیں۔

ہمیں رمضان المبارک کے ان قبولیت والے شب و روز میں ایصال ثواب کا سلسلہ خوب جاری رکھنا چاہیے۔ آج اگر ہم مرنے والوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے تو آنے والے ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب مخلوق سید العالمین بنی ﷺ، اہلبیت عظام اورصحابہ کرام اور صلحاء امت کی یاد میں محافل منعقد کریں ان کے لیے ایصال ثواب کا اہتمام کریں جیسے کہ ہمارا طریقہ ہے اس طرح اُن سے محبت بھی پیدا ہو گی، تعلق بھی قائم ہو گا۔ فتنہ پرست لوگوں کی سازش بھی ناکام ہو گی۔ مساجد اور مدارس میں افطاری سے محفل منعقد کر کے توحید باری تعالیٰ اور نبی رحمت ﷺ کی شان وعظمت کے بیان کے بعد ایک برگزیدہ شخصیت کے بارے میں گفتگو ہو جس میں اُن کی سوانح حیات، خدمات، ان کے عقائد و معمولات کو بیان کیا جائے۔ اگر اُس ہستی کا تعلق اہلبیت اطہار سے ہے تو پھر اُن کی شان میں قرآن و حدیث کی روشنی میں تقاریر کی جائیں اگر صحابہ

(۱) الحشر، ۵۹: ۱۰

کرام رضی اللہ عنہم سے ہے تو آیاتِ قرآن اور احادیث کے مطابق ان کی عظمت وفا پر بات کی جائے اور اگر ان کا شمار صفِ اولیائے کاملین میں سے ہوتا ہے تو پھر ان مقبولانِ بارگاہ کی تعریف ومنقبت کی جائے جن کے ظاہر و باطن نورانی جلوؤں سے روشن رہتے ہیں اور نائبین رسول ﷺ کی حیثیت سے دین اسلام کی تشہیر وتبلیغ کی ڈیوٹی انجام دیتے ہیں۔

اسی طرح مقبولانِ بارگا الہیہ اور مصطفیٰ ﷺ سے محبت وعظمت کا سلسلہ بھی قائم رہے گا کیونکہ جس کا جس سے تعلق کا رشتہ ہوتا ہے۔ اُس کا وہ ذکر ضرور کرتا ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ایصال ثواب کے عنوان سے تقریبات منعقد کرنا ہمارے معمولات میں سے ہے یہ سلف صالحین سے ہمارے تعلق کو واضح کرتا ہے یہ قیامت کے دن ان کی معیت اور رفاقت کی طرف ایک مقبول قدم ہے۔

کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ○(۱)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو○

یاد رکھیں اپنے ایمان اور ایمانی حلاوت کی سلامتی کے لئے قرآن وسنت کو سمجھنے کے لئے علماء ربانیین کے تراجم و تفاسیر زیر مطالعہ رکھیں اور اولیائے کاملین صالحین امت کی کتب سے اپنی روحانیت کی آبیاری کرتے رہیں۔

دورانِ رمضان المبارک پیر اور جمعرات اور جمعۃ المبارک کے دن افطاری

(۱) التوبہ، ۹: ۱۱۹

کے وقت محفل میلاد منعقد کریں اس میں آپ ﷺ کے جمال و کمال پر عقیدت کے پھول پیش کیے جائیں۔ اگر پروگرام کے آغاز میں ختم خواجگان مل کر پڑھا جائے تو نور علی نور ہو گا۔

مساجد اور مدارس کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں افطاری کے وقت ایصال ثواب کے اس سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے فیملی کے ساتھ مل کر ختم خواجگان اور درود وسلام کا بھی اہتمام کریں۔ اگر ہر روز نہیں کر سکتے تو کم از کم ہفتہ اتوار، سوموار کے دن مقرر کرنے سے بچوں کے ساتھ مل کر پڑھیں۔ انشاء اللہ گھر کی چار دیواری برکت و رحمت سے روشن رہے گی۔ اور آرام وسکون کا اک خاص ماحول قائم ہو جائے گا۔

ختم خواجگان درج ذیل ہے:

## ختم خواجگان شریف

| | | | |
|---|---|---|---|
| بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | 100 مرتبہ | اَللّٰھُمَّ یَاشَافِیَ الۡاَمۡرَاضِ | 100 مرتبہ |
| درود شریف | 100 مرتبہ | یَا مُسَبِّبَ الۡاَسۡبَابِ | 100 مرتبہ |
| سورۃ فاتحہ | 100 مرتبہ | یَامُفَتِّحَ الۡاَبۡوَابِ | 100 مرتبہ |
| سورۃ انشراح | 100 مرتبہ | یَاغِیَاثَ الۡمُسۡتَغِیۡثِیۡنَ اَغِثۡنَا | 100 مرتبہ |
| سورۃ اخلاص | 100 مرتبہ | یَادَلِیۡلَ الۡمُتَحَیِّرِیۡنَ | 100 مرتبہ |
| اَللّٰھُمَّ یَا قَاضِیَ الۡحَاجَاتِ | 100 مرتبہ | یَامُنَزِّلَ الۡبَرَکَاتِ | 100 مرتبہ |
| یَا کَافِیَ الۡمُھِمَّاتِ | 100 مرتبہ | یَامُجِیۡبَ الدَّعۡوَاتِ | 100 مرتبہ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| یَادَافِعَ الْبَلِیَّاتِ | 100 مرتبہ | یَاارْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ | 100 مرتبہ |
| یَارَافِعَ الدَّرَجَاتِ | 100 مرتبہ | اَللّٰهُمَّ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ | 100 مرتبہ |
| یَاحَلَّ الْمُشْکِلَاتِ | 100 مرتبہ | یَا خَیْرَ الرَّازِقِیْنَ | 100 مرتبہ |
| یَالَطِیْفُ یَاقَوِیُّ یَاعَزِیْزُ | 100 مرتبہ | اَللّٰهُمَّ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن | 100 مرتبہ |
| | | آمین | 100 مرتبہ |
| | | درود شریف | |

(چند منٹ مراقبہ) محفل ذکر چند بار کریں۔

(1) لا الہ الا اللہ (پہلے بلا تکرار اثبات بعد میں اثبات کے تکرار سے)

(2) الا اللہ

(3) اللہ ھو

افطاری کے ان خصوصی لمحات میں یہ دعا ضرور عرض کرتے رہیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ط رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفه وَاغْفِرْلَنَا وقفه وَارْحَمْنَا وقفه اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ○ (۱)

”اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہماری گرفت نہ فرما، اے ہمارے پروردگار! اور ہم پر اتنا (بھی) بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے پروردگار! اور ہم پر اتنا

(۱) البقرہ، ۲: ۲۸۶

بوجھ (بھی) نہ ڈال جسے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں، اور ہمارے (گناہوں) سے درگزر فرما، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے پس ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرماo''

اَللّٰھُمَّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُبَاعِدُنَا عَنْ مُشَاھِدَتِکَ وَ مَحَبَّتِکَ وَ أَمِتْنَا عَلٰی السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ وَ الشَّوْقِ إِلٰی لِقَائِکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَلْإِکْرَامِ. بِرَحْمَتِکَ یَا أَرْحَمَ الرَّحِمِیْنَ.

''اے اللہ اپنے چنیدہ نبی اور رسول مرتضی کی جاہ وحشمت کے طفیل، ہمارے دلوں کو ہر اس وصف سے پاک فرما دے جو ہمیں تیرے مشاہدے اور محبت سے دور کرے، اور ہمیں سنت، جماعت اور اپنی ملاقات کے شوق پر موت عطا فرما۔ اے جلال واکرام والے رب۔ اپنی رحمت کے ساتھ (رحم فرما)، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔''

اب ذیل میں آپ کی آسانی کے لئے ان مقدس شخصیات کے اسماء مبارکہ اور واقعات مقدس اور ایام کا تذکرہ کرتے ہیں۔

تاکہ وذَکِّرْھُم بِأَیَّامِ اللہِ پہ عمل بھی ہو جائے اور یہ خصوصی دن یاد رکھنے میں بھی آسانی رہے۔

۳ رمضان۔ حضرت سیدہ، طیبہ خاتون جنت فاطمہ الزہراء ؓ کا یوم وصال

۱۰ رمضان حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ام المؤمنین کا وصال ؓ

۱۷ رمضان اسلام کا پہلا معرکہ حق و باطل یوم بدر۔ غزوہ بدر

۱۷۔ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا یوم وصال

۲۰۔ رمضان فتح مکہ

۲۱۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یوم شہادت

۲۷۔ شب قدر جشنِ نزول قرآن

۲۹۔ لیلۃ الجائزہ قلب و روح کو زندہ کر دینے والی رات

باقی ایام میں بھی کسی نہ کسی ولی کامل کا یوم وصال تو ہے ہی اس لیے سب سلاسل کے پیشواؤں کے لئے خصوصی ایصال ثواب کرتے ہوئے تمام مومنین، مومنات کو شامل رکھیں، اور پھر اپنے قریبی عزیز و رشتہ اور واحباب بھی۔ یکم رمضان المبارک ماشاء اللہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضور غوث الاعظم کا یوم ولادت باکرامت ہے، جن کے ایصال ثواب کے لئے تقریباً ہر ماہ گیارویں شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اسلامی کیلنڈر قمر (چاند) کے لحاظ سے ہوتا ہے اس میں پہلے رات اور پھر دن شمار کئے جاتے ہیں۔ ماہ مبارک کا آخری عشرہ بھی ۹ یا ۱۰ دن پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے آغاز سے ہی ہماری مجالس اور ملاقات میں پسندیدہ موضوع سخن یہی ہوتا ہے کہ عید کب ہو گی؟ پھر عوامی دلچسپی زیادہ اس طرف ہوتی ہے کہ چھٹی کے دن ہی عید ہو۔

بعض نام نہاد روشن خیالی کے علمبردار بننے کے چکر میں اور اپنے آپ کو مفتی اور لیڈر ظاہر کرنے کے شوق میں نعوذ باللہ شریعت کا مذاق اڑاتے ہوئے

طبیعت کے رانجھا کو راضی کرنے کے لئے شرعی حدود و اُصول کا خیال نہیں رکھتے۔ وقتی طور پر انہیں کچھ popularity بھی مل جاتی ہے۔ غیر شرعی اعلان کرنے والوں کی پاسداری کرنے کی وجہ سے کچھ گرانٹ کا بھی شور موجود ہے۔

ایسے موقع پر عوام اور مساجد کمیٹی کا پریشر تو ہوتا ہی ہے تو ایسے موقع پر ایک عالم دین کی کیا ذمہ داری بنتی ہے۔ وہ ماحول کو سازگار رکھنے کے لئے مقتدیوں کی چاہت و پسند کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے یا شریعت کے حدود و اصول کی سرحد پر پہرہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا و خوشنودی پہ نظر رکھے، وقتی اور دنیاوی مفادات اور لوگوں سے داد وصولی کی بجائے بارگاہِ رسول ﷺ ملنے والی وراثت کے حصول کا ہر آن خیال رکھنا ضروری ہے۔ عالم دین اللہ تعالیٰ اور رسول کائنات کے دین کا ترجمان ہوتا ہے داد رسی، بے احتیاطی، غفلت اور سستی اسے دنیا پرست اور علماء سو کے زمرہ میں داخل کرسکتی ہے۔ اس لیے عالم دین کو آپ ﷺ کی وراثت کے تاج کی حفاظت کا ازحد خیال رکھنا چاہیے۔ لوگوں کی واہ واہ یا ہائے ہائے مردہ باد یا زندہ باد کے نعرہ اس کے نزدیک برابر ہونے چاہیے اُس کے سوچ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی بارگاہ کی رضا ہونی چاہیے۔

رمضان المبارک کے آغاز اور اختتام کے لئے بارگاہ نبوت سے واضح اصول دے دیا گیا ہے۔ ارشادِ گرامی ہے:

صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعِدُّوا ثَلَاثِينَ.(۱)

---

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء لاتقدموا الشهر بصوم، ۳:۶۸، رقم: ۶۸۴۔

چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار (عید) کرو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن پورے کر لیا کرو۔

''چاند دیکھنے'' کے بارے جتنی بھی احادیث ہیں ان احادیث کے پیش نظر فقہاء اسلام نے کچھ اصول وضع کیے رہے۔

سب سے اہم چیز یہ ہے، آنکھوں سے دیکھنا، اگر آنکھ سے چاند نہ دیکھ سکیں تو پھر چاند کے ثبوت بنیادی اُصول شہادت ہے۔ یعنی اگر مطلع صاف نہ ہو تو ماہ رمضان کے آغاز سے ایک متقی مسلمان کی گواہی کافی ہے اور عیدین کے لئے دو مسلمانوں جن میں گواہی کی شرائط پائی جائیں) کی گواہی کافی ہے۔

اگر مطلع صاف ہو تو پھر جب تک عام مسلمانوں کی بھی کثرت نہ دیکھیں تب دو آدمیوں کی گواہی قبول نہیں کیا جائے گی، چاند دیکھ کر رمضان کا شروع اور اختتام کرنا ایک عظیم سنت ہے۔

اس دور میں ایک سنت زندہ رکھنا ۱۰۰ شہید کے ثواب کے مترادف ہے۔ اس سنت کو قائم رکھنے ہر ممکن تدبیر کا خیال رکھنا چاہیے۔ قاضی ہر اعتبار سے جھوٹ اور سچ کا بھی پتہ لگائے، تاکہ سچ واضح ہو جائے۔ قاضی کا کام یہ نہیں ہے کہ گواہی آئے قبول کر لے۔ اگر ایسا ہو تو پھر قاضی کی کیا ضرورت ہے۔

اس کے شرعی تقاضے پورے کرنے ازحد ضروری ہے اگر قریب ترین ممالک سے چاند نظر آنے پر مختلف گروپ سے تائید نہیں مل رہی پھر قاضی اعلان کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ ایسی حالت میں تیس کی تعداد پوری کرنا ہوگی۔

ہمیں ہر حال میں رویت ہلال کی سنت کو زندہ رکھنے اور شرعی تقاضے

پورے کرتے ہوئے آغاز رمضان اور عید کرنے کی روایت پر قائم رہنے کا وہ صدیوں پرانا سلسلہ جو ہمیں دربار رسالت مآب ﷺ سے ملا دیتا ہے آگے بڑھانا ہے اور تارکین سنت کی سازش کو ناکام بنانا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رمضان المبارک کے آخری روزے کی افطاری کے ساتھ ہی رب تعالیٰ کا مہمان ماہ رمضان الوداع ہو جاتا ہے اور معتکفین کا اعتکاف سنت بھی بفضلہٖ تعالیٰ مکمل ہو جاتا ہے۔ مسلمان ماہ رمضان کی جدائی کا دکھ اور عید کی آمد کی خوشی کی وجہ سے طبیعت و مزاج میں عجیب سا کیف و سرور محسوس کرتے ہیں۔ ماہ سعید کے شب و روز میں عبادت و ریاضت اور صبر و حوصلہ سے طبیعت پر شریعت کا جو اثر قائم ہو چکا ہوتا ہے اسے اب زندگی کے ہر مرحلہ اور دینی و دنیاوی ہر معاملہ میں تقویٰ و طہارت کا خیال رکھنے سے ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہوسکتی ہے۔ اب بری حرکتیں و بری خصلتیں جو روزہ اور اعتکاف کی وجہ سے دور رہی ہیں اب انہیں دور ہی رکھنا ہے یاد رہے ہمارا ازلی دشمن شیطان آزاد ہوگیا اب نفس و شیطان کے خلاف پورا ماہ کورس کر کے جو تقویٰ، صبر، حوصلہ اور نفسانی خواہشات کے خلاف کرنے کا جو جذبہ حاصل ہوا ہے اس کے استعمال کرنے کا وقت شروع ہوگیا۔ لیلۃ الجائزہ سے ہی اپنا محاسبہ اور جائزہ لیتے ہوئے عید کی خوشیاں بھی منانی ہیں اور اگلے سال کے گیارہ مہینے بھی اسی طرح گزارنے ہیں یہ دعا مانگتے ہوئے

اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَعَذَابِکَ وَغَضَبِکَ وَمِنْ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْمِیْزَانِ. اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَرَحْمَتَکَ وَفَضْلَکَ وَکَرَمَکَ وَجَنَّتَکَ إِنَّکَ أَنْتَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. بِحُرْمَةِ طٰهٰ وَ یٰسٓ. آمین

اے اللہ بے شک ہم تجھ سے تیری ناراضگی، تیرے عذاب، تیرے غضب، موت کی سختیاں، قبر اور میزان کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ ہم تجھ سے تیری رضا، تیری رحمت، تیرے فضل، تیرے کرم اور تیری جنت کا سوال کرتے ہیں بے شک تو بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ طٰہٰ اور یٰس کی حرمت کے طفیل۔

# عید الفطر

جب بندہ مومن ماہ رمضان میں نہایت محنت و مشقت سے عبادت و ریاضت کرتے ہوئے عشرہ رحمت و مغفرت سے گزرتے ہوئے دوزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے تو نعمتوں کا شکرانہ ادا کرنے کیلئے عید الفطر منانے کا اہتمام کرتا ہے۔

عید کے دن اللہ تعالیٰ ہر سال اپنے بندوں پر بے حد و بے حساب احسانات لوٹاتا ہے۔ بخشش و رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جیسے ہی ایمان والے جنھوں نے ماہ رمضان میں روزے رکھے، نماز عید کیلئے گھروں سے نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ بناتے ہوئے ان کی مغفرت کے اعلان پر فرشتوں کو گواہ بناتا ہے۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (1)

اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرسکو اور اس لیے کہ اس نے تمہیں جو ہدایت فرمائی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس لیے کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

دین اسلام میں نہ تو اپنے آپ کو بے ہودہ اور لغو کاموں سے آلودہ کرنے

(۱) البقرة، ۲: ۱۸۵

کا نام عید ہے اور نہ ہی اپنے دامن عمل کو فسق و فجور اور نافرمانی و سرکشی سے داغ دار کرنے کا نام عید ہے۔ اسی لیئے عید کی خوشیوں کو دوام دینے کیلئے نماز عید پڑھی جاتی ہے، تکبیرات پڑھی جاتی اور صدقہ و خیرات کے سلسلے جاری رکھے جاتے ہیں تا کہ یہ عید سراپا نوید بن کر ہمارے نامہ اعمال میں شامل ہوجائے۔

اگر بتقاضہ بشیریت کوئی ناراضگی ہوگئی ہوتو اُسے ختم کریں اور راضی ہونے میں پہل کریں گے تو حدیث شریف کے مطابق ۸۰ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور تکبر وغرور کی روحانی بیماری کا بھی خاتمہ ہوگا، جن گھروں میں غربت کی وجہ سے عید کی مسرتوں سے محرومی ہو رمضان میں ہی اُن کی خوشی کا اہتمام کر دیں۔ بے ساختہ اُن سے جو دعائیں نکلیں گیں وہ آپ کی روحانی دنیا سیراب کرتی چلی جائیں گی اور نہ ختم ہونے والی مسرتیں نصیب ہونا شروع ہو جائیں گی۔ حسب استطاعت عید کے انتظامات کریں نہ صرف اپنے لیے اپنے بہن بھائیوں، اور گھر کے دوسرے افراد کیلئے بلکہ سب دوست احباب کو بھی اپنے ساتھ ملائیں۔ والدین گھر میں موجود ہوں اُن سے دعائیں لیں اُن سے پورے سال کی کوتاہی اور بے ادبی ہوئی ہو تو معافی کے طلبگار ہوں۔

تاجدار کائنات ﷺ عید کی نماز کے لیے ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس تشریف لاتے اور آتے جاتے ہوئے بار بار یہ تکبیر پڑھتے:

اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.

خوشی کے اظہار کیلئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے وہ سب معمولات بجا لانے میں کوئی حرج نہیں جس میں فضول خرچی نہ ہو۔ افراط وتفریط سے بچتے ہوئے

ایک دوسرے کی دعوت کا اہتمام کریں فحش حرکات ولغویات سے بچتے ہوئے خوشی و مسرت کا اظہار کریں۔

ملاقات کے وقت سلام دینا، مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا یہ نبی کریم ﷺ کی سنت میں شامل ہے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُعَانَقَةِ فَقَالَ: تَحِيَّةُ الْأُمَمِ، إِنَّ أَوَّلَ مَنْ عَانَقَ خَلِيْلُ اللهِ إِبْرَاهِيْمُ. (۱)

میں نے رسول اللہ سے معانقہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: یہ امتوں کا سلام (کرنے کا طریقہ) ہے، اور سب سے پہلے معانقہ کرنے والے ابرہیم خلیل اللہ ہیں۔

نافع بن جبیر کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مدینہ منورہ کے بازاروں میں سے ایک بازار کے اندر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب آپ واپس لوٹے تو میں بھی واپس لوٹا آپ نے فرمایا:

أَيْنَ لُكَعُ ثَلَاثًا ادْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِي وَفِي عُنُقِهِ السِّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ هَكَذَا فَقَالَ الْحَسَنُ بِيَدِهِ هَكَذَا فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا قَالَ. (۲)

---

(۱) ذهبي، ميزان الإعتدال، ۵: ۲۲۶، رقم: ۲۰۸۰۔

(۲) بخاری، الصحيح، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَاب السِّخَابِ لِلصِّبْيَانِ، ۵: ۲۲۰۷، رقم: ۵۵۴۵

ننھا منا کہاں ہے؟ تین مرتبہ فرمایا کہ حسن بن علی کو بلاؤ چنانچہ حسن بن علی کھڑے ہوئے اور چل پڑے اور ان کی گردن میں سخاب (ایک قسم کا ہار) تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک پھیلا کر فرمایا کہ ایسے امام حسن نے بھی ہاتھ پھیلا کر کہا کہ ایسے چنانچہ آپ نے انہیں سینے سے لگا کر کہا: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اس وقت سے کوئی اور مجھے حسن بن علی سے زیادہ پیارا نہیں جب سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق یہ فرمایا۔

اس لیے علماء اسلام فرماتے ہیں کسی مسلمانوں سے مصافحہ کے لیے کسی وقت کی کوئی قید نہیں جب بھی وہ اس سے مصافحہ یا معانقہ کرے گا مسنون ہی ہو گا۔ ابو اسحاق نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا. (۱)

جو دو مسلمان آپس میں ملیں اور دونوں مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

اور سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں ننانوے اُس کے لیے ہیں جس نے مصافحہ کرنے میں پہل کی اور ایک دوسرے ساتھی کے لیے۔

(۱) أبوداؤد، السنن، كتاب الأدب، بَابُ فِي الْمُصَافَحَةِ، ۴: ۳۵۴، رقم: ۵۲۱۲

آیئے ہم ایسی پاکیزہ سوچ و محبت سے آشنا زندگی گزارنے کا عہد کریں جس میں خود بھی امن و راحت میں اور دوسرے انسان بھی ہم سے امن و راحت محسوس کریں۔ جس طرف بھی جائیں اسلام کے سفیر کی اس حقیقت سے ہماری پہچان ہو صرف نام کے نہیں بلکہ ہمارا کردار اور خلاق بتائے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا رہن سہن اور اٹھنا بیٹھنا گواہی دے رہا ہو، برطانیہ ملٹی کلچرل اور ملٹی فیتھ کنٹری ہے تقریباً ہر مذہب و مسلک کے لوگ موجود ہیں ہمیں نہایت استقامت و وفا کے ساتھ اپنے دین پہ قائم رہنا ہے۔ خلق محمدی ﷺ کی خوشبوئیں ان لوگوں تک بھی پہنچانی ہیں جو ابھی دین محمدی ﷺ کی بہاروں سے پوری طرح فیض یاب نہیں ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو اسلام جیسے امن و آشتی اور رحمت و وفا والے دین پر دہشت و وحشت کے لیبل لگوانے میں مصروف ہیں اُن بہروپیوں کی سازش سے بھی بچنا ہوگا۔

ہمیں چاہیے کہ ہم حزب اللہ اور حزب المصطفیٰ کے مقدس قافلے میں شامل ہو کر اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کے بعد نبی پاک ﷺ کی عظمت و شان کا علم بلند کریں، اللہ تعالیٰ جو خدائے واحد اور ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اس کی بارگاہ میں سجدوں کی کثرت اور اطاعت کر کے اسے راضی کریں، اولیائے کاملین، علماء ربانیں کی مقدس (راہ صراط مستقیم) پر قائم رہتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی وہ تصویر جو افراط و تفریط سے پاک ہے اُسی پر عمل پیرا ہو کر ہر شر اور بدعقیدگی و بے ادبی کا مقابلہ کریں۔ اور ہر دوسرے انسان کو محبت و ادب سے پیش آئیں۔ غصہ، ناراضگی گالی گلوچ اور جھگڑے سے ہمیشہ اجتناب کریں، آپ نفرت کے بجائے محبت عام کریں اور اخوت و بھائی چارے کی فضا قائم کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

نبی دو عالم ﷺ کے وسیلے سے بارگاہ رب العلمین میں دعا مانگتے ہوئے اس کتاب مستطاب کا اختتام کرتے ہیں۔

**فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ. سبوح قدوس ربنا و رب الملئکة والروح ورب العرش العظیم اللّٰهم لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین فاطر السموت والارض انت ویسنا فی الدنیا والاخرة توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین بحق طه و یس امین یا رب العلمین.**

ماہ رمضان میں پوچھے جانے والے چند سوالات کے جوابات

☆ نہایت مجبوری کی حالت میں پٹھوں میں گوشت میں ٹیکا لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ روزہ کی حالت میں نکسیر آنے سے روز بحال ہی رہے گا۔

☆ حالت روزہ میں احتلام کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا صرف دوران غسل غرارے کرتے وقت احتیاط کریں۔

☆ جھوٹ، غیبت، بدنگاہی اور بد زبانی سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا لیکن روزہ کے حقیقی ثواب سے بندہ محروم ہوجاتا ہے۔

☆ حالت روزہ میں ٹیسٹ کروانے کے لیے خون نکلوانے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر کمزوری یا بے ہوشی کا خطرہ ہوتو احتیاط بہتر ہے۔

☆ حالت روزہ میں بھاپ لینا درست نہیں ہے۔

☆ اگر کوئی عورت حاملہ ہو یا دودھ پلانے والی ہو روزہ کی وجہ سے اُسے یا بچے کو نقصان کا خدشہ ہو تو وہ بھی قضا کرسکتی ہے۔

☆ ایسا مریض جس کے روزہ رکھنے سے مرض بڑھنے کا خطرہ ہو تو وہ بھی قضا کرسکتا ہے۔ اگر دوسرے دنوں میں قضا بھی نہ کرسکتا ہو تو پھر وہ فدیہ ادا کر دے۔

☆ ہر قسم کی تمباکو نوشی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ دانتوں میں رُکی ہوئے چنے کے برابر یا اس سے بھی کم چیز نکال کر کھا لی تو بھی روزہ ختم ہو جائے گا۔

☆ ناک اور کان میں دوائی یا تیل وغیرہ ڈالا وہ حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ ماہ رمضان میں اگر اتفاق سے روزہ ٹوٹ جائے تو احترام کرتے ہوئے باقی دن بھی روزہ دار کی طرح گزارنا ضروری ہے۔

☆ غسل کرنے، ٹھنڈا پانی سر پر ڈالنے، کلی کرنے، سادہ مسواک کرنے، سرمہ لگانے، بدن پر تیل لگانے، خوشبو سونگھنے اور لگانے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

☆ اگر کسی نے ایسی رنگینی چیز رکھی جس سے تھوک پر اس چیز کا رنگ غالب آ گیا ہو اور وہ تھوک اس نے نگلی ہو تو وہ بھی روزہ سے فارغ ہو جائے گا۔

# دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ

دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ کا سنگ بنیاد آج سے تقریباً 15 سال قبل سن 2002ء میں حضرت علامہ محمد نواز صدیقی صاحب کی خصوصی کاوشوں سے پیکر صدق وصفا، مُتَّبِعِ نعلین مصطفیٰ ﷺ، قاسم فیضان قاسمی، خلیفہ سرکار نظیر احمد موہڑوی، حامل فیضان نیروی حضرت الحاج مولانا عبدالغفور نقشبندیؒ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔

ابتداً یہ مادرِ علمی صرف تین کمروں پر مشتمل تھی اور صرف ناظرہ قرآن کی کلاسز کا اجراء کیا گیا۔ سن 2004ء میں مقامی طلباء کے لیے شعبہ حفظ القرآن کا آغاز کیا گیا۔

امین فیضان موہڑوی، جانشین سرکار غزنوی، شیخ المشائخ حضور شیخ العالم حضرت پیر علاؤ الدین صدیقیؒ کی خصوصی توجہات کی بدولت اور آپ کے منظورِ نظر علامہ ہزاروی صاحب کی کاوشوں سے عمارت کے کمروں میں مزید اضافہ ہوا اور دارالعلوم میں فری قیام وطعام کی سہولیات مہیا کرتے ہوئے غیر مقامی طلباء کے لیے حصول علم کے دروازے open ہوئے۔

الحمد للہ سن 2006ء میں اس آغوش علمی میں باقاعدہ درس نظامی کا آغاز کیا گیا۔ اور اس کے شعبہ درس نظامی کا الحاق مرکز علم ومعرفت، چشمہ رشد وہدایت، منبع علوم محمدیہ، ملجاء معارف غوثیہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سے کیا گیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی معاشرے میں پڑھی لکھی خواتین ریڑھ

کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔قبلہ استاد جیؒ اس امر سے بخوبی واقف تھے، اس لیے آپ نے سب سے پہلے اپنی اولاد پھر خاندان اور پھر علاقہ سے کثیر تعداد میں بچیوں کو علوم اسلامیہ کے حصول کے لیے مراکز اہل سنت پر بھیجا۔ مختلف مدارس سے فراغت کے بعد اب انہی فاضلات کے زیرنگرانی صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس کے تحت خواتین کے دو ادارے غوثیہ گرلز کالج راڑہ حضرت علامہ مولانا محمد ممتاز احمد نقشبندی صاحب کی زیرنگرانی مقامی خواتین کے لیے اور صدیقیہ گرلز کالج حضرت علامہ ڈاکٹر محمد فیاض صاحب کی زیرنگرانی اپنی اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

## تعلیمی کارکردگی

☆ ان شاء اللہ اس سال طالبات کا پہلا بیج دورۂ حدیث مکمل کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔

☆ اس وقت تک صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس کے جملہ اداروں میں 523 طلباء اورتقریباً 100 طالبات نے داخلہ لیا۔

☆ 70 طلباء کرام نے حفظ قرآن مجید کی تکمیل کی اور 35 فضلاء عظام نے دورۂ حدیث مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ طالبات میں 25 طالبات نے 4 سالہ عالمہ فاضلہ کورس مکمل کیا۔

☆ الحمد للہ اس بار 8 طالبات دورۂ حدیث مکمل کرنے کی سعادت حاصل کریں گی۔

☆ تا حال دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ میں 80 طلباء شعبہ حفظ میں اور

40 طلباء شعبہ علوم اسلامیہ اور 25 مقامی طالبات شعبہ درس نظامی میں زیر تعلیم ہیں۔

## امتیازات

☆ دارالعلوم میں تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی اخلاقی وروحانی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔

☆ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نماز تہجد، روزانہ محفل ذکر ونعت، ختم خواجگان شریف کی پابندی کروائی جاتی ہے۔

☆ طلباء کی خداداد صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے بزم صدیقیہ کے زیر اہتمام ہفتہ وار بزم ادب کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

☆ اصحاب صفہ کی یاد تازہ کرنے کے لیے دارالعلوم میں ہر سال تین روزہ نفلی اعتکاف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

☆ اسی طرح قل سیرو فی الارض فرمان خداوندی کی تکمیل میں سالانہ علمی وروحانی ٹور کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

یہ دارالعلوم کی مختصر سی کارکردگی آپ کے سامنے پیش کی۔ ہماری ساری ٹیم شب وروز اس میں مزید بہتری کے لیے کوشاں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اس گلشن کو یوں ہی شاد وآباد رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین

محمد حامد الازھری